رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۰
Regd No P 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

The Weekly Badr Qadian

جلد ۱۴ — ہفت روزہ
شمارہ ۱۰ — قادیان

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری
نائب نبیق احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۰۰–۷
ششماہی ۰۰–۴
ممالک غیر ۰۰–۸

۱۱ امان ۱۳۴۴ ہش | ۷ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ | ۱۱ مارچ ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں اخبار الفضل مورخہ ۷ مارچ میں شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ حسب ذیل ہے:-

"ربوہ ۶ مارچ بوقت نو بجے صبح۔ کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ"

احباب کرام اپنے پیارے امام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں

قادیان ۹ مارچ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے امریکہ میں تبلیغ اسلام کی کامیاب جدوجہد

گرجاؤں میں تقاریر۔ تقسیم لٹریچر۔ گیارہ افراد کا قبولِ اسلام

از کرم سید جواد علی صاحب سیکرٹری احمدیہ مسلم مشن امریکہ مقیم واشنگٹن

حلقۂ واشنگٹن

عرصہ زیر رپورٹ (اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۴ء)

تبلیغ اسلام کا کام کامیابی سے جاری رہا۔ ۵۷ غیر مسلم احباب مشن ہاؤس میں آئے۔ ان میں سے خاص طور پر قابلِ ذکر کرسچین مسلم کواپریٹو سوسائٹی کے ناظم ہیں۔ جن سے لمبی گفتگو ہوئی اس تنظیم کا کام عیسائیوں اور مسلمانوں میں باہم رابطہ قائم کرکے خیرسگالی کے جذبات قائم کرنا ہے۔ مختلف امور پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ اسی طرح سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں شعبۂ ترجمہ میں کام کرنے والے ایک دوست مشن ہاؤس میں آئے۔ ان سے اسلام اور احمدیت پر باتیں ہوئیں جن کو وہ بڑی دلچسپی سے سنتے رہے۔ مزید مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا گیا۔

مقامی جارج واشنگٹن یونیورسٹی کی ایک طالبہ آئیں انہوں نے اسلام اور احمدیت پر کئی ایک سوالات کئے جن کے تسلی بخش جوابات دئے گئے۔ مزید معلومات کے لئے لٹریچر بھی دیا گیا۔ اس ملاقات کے بعد بھی اس طالبہ نے فون پر کال کرکے کئی باتوں کے بارے میں استفسارات کئے جن کے خاطر خواہ جوابات دئے گئے۔

فلاریڈا کی ایک یونیورسٹی کے انجینیرنگ کے دو طالب علم مشن میں آئے۔ ان سے دیر تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ مزید مطالعہ کے لئے ان کو کافی لٹریچر دیا گیا۔ اسی طرح ٹرینیڈاڈ کی ایک مسلمان لڑکی بھی مشن میں آئیں جو ہاورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں وہ ہمارے بعض اجلاسات میں بھی شامل رہیں

لٹریچر کی تقسیم کا کام بھی جاری رہا۔ اور سینکڑوں افراد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ شہر کے مختلف حصوں میں پھر کر افراد کو لٹریچر دیا۔ دورانِ تقسیم کئی ایک احباب سے گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جو کافی دلچسپ رہا۔ ان میں سے بعض نے فون پر مزید لٹریچر کی خواہش کی۔ جو ان کو بھجوایا گیا۔ واشنگٹن سے باہر بھی کئی ایک افراد کی طرف سے لٹریچر کی مانگ آئی۔ آسٹن (ٹیکساس) یونیورسٹی کے ایک مصری طالب علم نے احمدیت پر لٹریچر مانگا۔ جو اس کو عربی زبان میں بھجوایا گیا۔ مطالعہ کے ساتھ ساتھ وہ کئی ایک سوالات لکھ کر بھجواتا رہا۔ جن کے جوابات دئے گئے۔ فلاریڈا کے میامی یونیورسٹی سوشل سائینسز کے پروفیسر کی طرف سے احمدیت کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کے لئے لٹریچر کی مانگ آئی۔ سلسلہ کی کئی ایک کتب ان کو بھجوائی گئیں۔ جن کے جواب میں ان کی طرف سے شکریہ کا خط آیا۔ وہ بڑی دلچسپی سے لٹریچر کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

اسی طرح کیلیفورنیا یونیورسٹی کے ایک طالب علم کی طرف سے لٹریچر کی مانگ آئی۔ اس دوست کو تبلیغی خط لکھا گیا۔ اور لٹریچر بھی بھجوا دیا گیا۔ نیشول (ٹینیسی) کے ایک کالج میں ذہبیات کے ایک لیکچرر کی طرف سے لٹریچر کی خواہش کا اظہار ہوا۔ جو انکو بھجوایا گیا۔ انہوں نے لٹریچر اتنا پسند کیا کہ لکھا کہ میں نے کالج کی لائبریری کو توجہ دلائی ہے کہ وہ لٹریچر منگوا کر کالج کی لائبریری میں رکھیں واشنگٹن میں بعض کتب فروشوں کے پاس سلسلہ کی کتب رکھوائی گئیں۔ تاکہ پبلک کی توجہ کو اس طرف منعطف کیا جائے۔ ان کتب فروشوں کی معرفت ہمارا لٹریچر مقبول ہو رہا ہے۔

مقامی طور پر اپنے تبلیغی کام سے عوام کو روشناس کروانے کے لئے سب سے مقبول مقامی اخبار میں جماعت کی طرف سے ہر ہفتہ اشتہار دیا جاتا رہا۔ اس اشتہار کو دیکھ کر کئی لوگ مشن میں آتے ہیں اور اسلام پر معلومات حاصل کرتے ہیں۔ کئی افراد ٹیلیفون پر سوالات پوچھتے ہیں۔ اور لٹریچر کی خواہش کرتے ہیں۔ ان کے سوالات کے جوابات دینے کے علاوہ لٹریچر بھی بھجوایا جاتا ہے

مسجد میں ہر ہفتہ ایک عام اجلاس ہوتا ہے جس میں قرآن کریم حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا جاتا ہے۔ اور مختلف مضامین پر لیکچر دئے جاتے ہیں۔ کئی ایک غیر مسلم اس میں شرکت کرکے مستفید ہوتے ہیں۔ اور مزید مطالعہ کے لئے لٹریچر لے جاتے ہیں۔ بیرونِ شہر سے جو سیاح آتے ہیں۔ ان میں سے بھی بعض معلومات حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اجلاس میں شرکت کرتے ہیں۔ اور [illegible] کئی ایک سوالات کرکے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۔ پر)

تمام جماعتیں بتاریخ ۲۲ مارچ یومِ مسیح موعودؑ منائیں

جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ بتاریخ ۲۳ مارچ اپنی اپنی جماعتوں میں "یوم مسیح موعودؑ" کے جلسے منعقد کریں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض و غایت اور جماعت احمدیہ کے قیام کے اغراض و مقاصد سے احباب کو آگاہ کیا جائے۔

اپنی تقاریر میں اجرائے نبوت۔ صداقت حضرت مسیح موعودؑ۔ آپؑ کی خدمتِ قرآن۔ آپؑ کی خدمتِ اسلام۔ آپؑ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بے مثال عشق۔ آپؑ کے کارنامے احمدیت میں خلافت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ اور جلسوں کی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھجوائی جائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا
پروپرائٹروان صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان میں آریہ سماج کا جلسہ اور اشتعال انگیزی

از مکرم چودھری مبارک علی صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

آج کل ہمارا ملک جن اندرونی اور بیرونی مشکلات میں گھرا ہوا ہے اس کے مدنظر ہر وفادار شہری کا فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے کوئی ایسی صورتِ حالات پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے جس سے باہمی محبت، اتحاد اور یکجہتی متاثر ہوتی ہو۔ کیونکہ جب تک کسی ملک کے رہنے والے متحد اور یک جان ہو کر کام نہیں کریں گے اس وقت تک کوئی بھی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے ہمارے سیاسی لیڈروں نے اپنے ملکی حالات کے پیشِ نظر اس ملک کی بہتری اور بہبودی کے لئے سیکولرازم کا نظریہ پیش کرتے ہوئے بھارت میں رہنے والے ہر شہری کو مذہبی آزادی کا حق دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ بھارت کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب اور بانیٔ مذہب کی خوبیوں کا دل کھول کر پرچار کرے۔ ہم بھی آریہ سماج سے تعلق رکھنے والے دوستوں کے اس حق کو چھیننا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر کوئی جماعت اپنے سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مذہبی سٹیج (Stage) کو استعمال کرنے کی کوشش کرتی ہے اور باہمی منافرت اور اشتعال انگیزی پیدا کرتی ہے تو ہمارے نزدیک وہ نہ صرف موجودہ حالات میں اپنے ملک سے غداری کر رہی ہے بلکہ اپنے مذہب کی بھی غدار ٹھہرتی ہے۔

چنانچہ مورخہ ۵-۶-۷ مارچ کو یہاں آریہ سماج کے جلسوں میں جس قسم کی تقاریر کی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے یہ جلسے اپنے بزرگوں کی سکھائی یا اپنے مذہبی پرچار کے لئے منعقد نہیں کئے بلکہ جماعت احمدیہ کے خلاف منافرت اور اشتعال پیدا کرنے کے لئے منعقد کئے ہیں۔ بلکہ بعض ایسے لوگ جو آجکل لیڈر بننے کے شوق میں مارے مارے پھرتے ہیں اور جن کا عقاید کے لحاظ سے آریہ سماج کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں انہوں نے بھی اس مذہبی اسٹیج پر جماعت احمدیہ کے خلاف خوب زہر اگلا ہے اور دل کھول کر قادیان کے غیر مسلم طبقہ کو جماعت کے خلاف بھڑکایا ہے۔

مذہبی رواداری کے میدان میں جماعت احمدیہ کا نمونہ تقسیم ملک سے پہلے اور بعد کا سب کے سامنے ہے۔ خدا کے فضل سے اب بھی قادیان میں رہنے والے ہندو اور سکھ دوستوں کی بہت بڑی اکثریت ہمارے ساتھ اچھے تعلقات رکھتی ہیں اور اس قسم کی تقاریر ہمارے ان باہمی محبت اور پیار کے تعلقات کو متاثر نہیں کر سکتیں۔ امسال عید الفطر کے موقعہ پر ہمارے قادیان کے ہندو اور سکھ دوستوں نے جس رنگ میں ہماری دلداری اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے اسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ بلکہ محض ہمارے جذبات کے احترام کی خاطر جناب پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم پنجاب خاص طور پر اس مبارک تقریب میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے۔ اب بھی ہمارے لئے یہ خوشی کی بات ہے کہ قادیان کے ہر شریف اور سنجیدہ طبقہ نے ان میں سے بعض اشتعال انگیز تقاریر کو ناپسند کیا ہے۔ بلکہ خود ان کے اپنے ایک مقرر جناب یگیہ دت صاحب بھی اس اظہار سے نہ رک سکے کہ اس دھارمک اسٹیج (stage) پر ہمارے جیسے سیاسی مقررین کو نہیں بلانا چاہیئے۔

پس حکومت کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو جنہیں حقیقت میں اپنے یا دوسرے مذاہب کے عقاید سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف سستی سیاسی شہرت اور لیڈری کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ فضا پیدا کرنے کی اجازت نہ دے ورنہ ایسے لوگ اپنے سیاسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قوم یا ملک کو بھی آگ لگانے سے دریغ نہیں کریں گے۔

ہم عوام سے صرف یہ درخواست کریں گے کہ ایسے سیاسی قسم کے مذہبی رہنماؤں سے بچ کر رہیں۔ جو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے آپ کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے مذہب اور عوام کے لئے کبھی بھی قربانی نہیں کی اور ہمیشہ اپنی سستی شہرت کے حصول کے لئے آپ کے جذبات کو بھڑکا کر چلے جاتے ہیں۔

درخواست دعا

میرے والد بزرگوار محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب اور بڑے بھائی محترم سیٹھ محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم کی وفات کے باعث ہمارے خاندان کو بہت سی کاروباری پریشانیاں اور تکالیف درپیش ہیں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد بزرگانِ سلسلہ اور احباب کرام سے ان مشکلات کے ازالہ کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے

خاکسار عبد الصمد ابن سیٹھ محمد عبد الحی صاحب یادگیر

متقی پر مصائب و تکالیف باعثِ ترقی ہوتی ہیں

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرمایا:- "اور جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جب ان کو پکڑتا بھی ہے تو پھر جان لینے ہی کے لئے پکڑتا ہے۔ مگر مومن کے حق میں اس کی یہ عادت نہیں ہے ان کی تکالیف کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اور انجام کار متقی کے لئے ہی ہے جیسے فرمایا والعاقبۃ للمتقین۔ ان کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں وہ بھی ان کی ترقیوں کا باعث بنتے ہیں۔ تاکہ ان کو تجربہ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ پھر ان کے دن پھیر دیتا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص کے شکنجہ کے دن آتے ہیں اس پر بہائمی زندگی کا اثر نہیں رہتا اس پر ایک موت ضرور آجاتی ہے۔ اور خداشناسی کے بعد وہ لذتیں اور ذوق جو بہائمی سیرت میں معلوم ہوتے تھے نہیں رہتے بلکہ ان میں تلخی اور کدورت و کراہت پیدا ہوتی ہے اور نیکیوں کی طرف توجہ کرنا ایک معمولی عادت ہو جاتی ہے۔ پہلے جو نیکیوں کے کرنے میں طبیعت پر گرانی اور سختی ہوتی تھی وہ نہیں رہتی۔ ....

اس لئے آخرت کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور اس کی تیاری ضروری ہے اس تیاری میں جو تکالیف آتی ہیں وہ رنج و تکلیف کے رنگ میں نہ سمجھو بلکہ اللہ تعالیٰ ان پر بھیجتا ہے جن کو دونوں بہشتوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ مصائب آتے ہیں تاکہ ان عارضی امور کو جو تکلف کے رنگ میں ہوتے ہیں نکال دے۔ مولوی رومی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

عشق اول سرکش و خونی بود تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

سید عبد القادر جیلانیؒ بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب مومن مومن بننا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اس پر دکھ اور ابتلا آویں اور وہ یہاں تک آتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو قریب موت سمجھتا ہے اور پھر جب اس حالت تک پہنچ جاتا ہے تو رحمتِ الٰہیہ کا جوش ہوتا ہے تو قلنا یا نار کونی بردا و سلاما کا حکم ہوتا ہے۔" (روحانی خزائن ص۲۰۹)

افسوس! عزیز زین العابدین انور مالاباری وفات پا گئے

افسوس! عزیز زین العابدین انور عین عالمِ جوانی میں ۷ر مارچ بروز اتوار ایک طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ مرحوم ایک لائق ہونہار اور مخلص نوجوان تھے۔ کئی سال سے مرحوم کو دائیں ٹانگ کی ران میں گلٹی کے باعث تکلیف تھی لیکن اسے معمولی سمجھا جاتا رہا۔ اور مرحوم بھی چونکہ جوانی کے باعث قوتِ مدافعت رکھتے تھے اس لئے اس تکلیف کو زیادہ اہمیت نہ دی۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں وہ سلسلہ کی خدمت بجالاتے رہے (وہ دفتر محاسب میں کلرک تھے) جب تکلیف بڑھ گئی تو چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے کینسر بتایا۔ کافی علاج ہوا مگر تکلیف بڑھتی رہی آخر پاسپورٹ پر لاہور جا کر کئی ماہ تک میو ہسپتال میں زیرِ علاج رہے مگر افاقہ نہ ہوا۔ اور واپس قادیان گذشتہ سال آ گئے۔ اور پھر اپنی وفات تک چارپائی کے حلیف رہے۔ ایلوپیتھی کے علاوہ ہومیوپیتھی علاج بھی ہوا۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اس سلسلہ میں بہت ہمدردی فرمائی۔ مگر رضائے الٰہی پوری ہوئی اور یہ ۲۲ سالہ نوجوان اپنے بہن بھائیوں اور عزیزوں کو سوگوار چھوڑ کر اور اپنی بیمار والدہ کی مامتا کو ابدی زخم دے کر اپنے مالکِ حقیقی کے پاس چلا گیا۔ عزیز مرحوم ایچ حسین صاحب مالاباری کا فرزند اکبر تھا۔ جنہوں نے ۱۹۵۱ء میں قادیان میں ہی وفات پائی تھی۔ ایچ حسین صاحب مرحوم کنانور کی مخلص جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کی تحریک پر ۱۹۵۰ء میں قادیان اپنے بیوی بچوں سمیت چلے آئے تھے۔ اور ۱۹۵۱ء میں جب کہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سفر بہار و کلکتہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو آپ کے استقبال کے لئے دوسرے احباب کے ساتھ ایچ حسین صاحب بھی قادیان ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ وہیں غش کھا کر گرے اور وہیں فوت ہو گئے۔ عزیز مرحوم اس وقت آٹھ سال کا تھا۔ ایچ حسین صاحب کی بیوہ نے چودھری عبد الحق صاحب درویش سے عقد کر لیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک بیوہ اور پانچ بچوں کی پرورش کا انتظام کر دیا۔ عزیز مرحوم نے ادیب فاضل اور ایف۔ اے کے امتحانات پاس کر لئے تھے۔ اور بی۔ اے کی تیاری شروع کی تھی کہ مرض نے شدت اختیار کر کے اسے معذور بنا دیا۔ عزیز مرحوم موصی تھا۔ [illegible] شام کے چھ بجے مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ بدر اس صدمہ میں عزیز مرحوم کی بیمار اور غمزدہ والدہ۔ بھائی بہنوں اور مکرم چودھری عبد الحق صاحب اور مکرم ایچ صاحب صدر جماعت احمدیہ کنانور کے خاندان سے افسوس و ہمدردی کا اظہار کرتا ہے (ادارہ)

پہلے اپنی اصلاح کرو اور پھر محبت اور ہمدردی کیساتھ دوسروں کی اصلاح کرنیکی کوشش کرو

ہر احمدی اپنے اہل و عیال کی اصلاح کا ذمہ دار ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو نمازوں کیلئے مساجد میں لائے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - ۱۴ر اگست ۱۹۳۷ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اللہ تعالیٰ نے ہر امر میں کامیابی کے حصول کے لئے

ایک راستہ مقرر کیا ہوا ہے

جب تک کوئی انسان اس راستہ کو اختیار نہ کرے اس وقت تک اسے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں لوگ مختلف قسم کی باتیں بیان کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے ملکی اور قومی ترقی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ بڑے بڑے بینک ہوں۔ انشورنس کمپنیاں ہوں۔ اور تجارتیں ہوں۔ کوئی کہتا ہے کہ ملکی ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب کہ تمام اہم کام چند ممتاز ہستیوں کے سپرد ہوں۔ افراد کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ ملکی کاموں میں دخل دیں اور کوئی یہ کہتا ہے کہ قوم کے تمام افراد ملک کا ایک اہم حصہ ہیں اس لئے خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہر شخص کو ملکی امور میں دخل دینے کا حق ہونا چاہیئے۔

یہ وہ مختلف خیالات ہیں

جو یورپ کی اس تگ و دو کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں جو وہ راحت و آرام کے حصول کے لئے کر رہا ہے۔ لیکن نہ تو اس کے ان بلند معیاروں نے اسے فائدہ دیا جنہیں وہ آج سے ایک سو سال پہلے تجویز کر چکا تھا نہ وہ عمارت اس کے کام آ سکی جس کو پیٹر فریڈرک نپولین، اور الزبتھ نے تیار کیا تھا۔ اور نہ آج وہ عمارت کام آ سکتی ہے جسے مارکس وغیرہ قسم کے لوگوں نے تیار کیا۔ نہ اس میں انسانی نجات تھی اور نہ اس میں انسان کے لئے راحت ہے یہ ساری چیزیں بے اثر اور غیر مفید ہیں جو چیز دنیا کی نجات کا موجب بن سکتی ہے اور جس چیز کے ذریعہ کامیابی اور حقیقی راحت حاصل ہو سکتی ہے وہ وہی ہے

جسے اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا

اور جو وسطی راستہ ہے۔ نہ وہ انشورنس کمپنیوں اور ناجائز دولت جمع کرنے کے سامانوں کی طرف جاتا ہے اور نہ وہ مارکس ازم کے ذریعہ تمام افراد کی منفردانہ کوششوں کو توڑ کر جبری طور پر انسانوں میں مساوات قائم کرتا ہے۔ اس لئے امن اسی ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے مگر اس کے لئے بھی کسی جدوجہد اور کوشش اور

قربانی کی ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ میں بیشک سب طاقتیں اور قدرتیں ہیں مگر وہ اپنی طاقتوں اور قدرتوں کو بعض حالات کے ماتحت ظاہر کرتا ہے۔ اس میں طاقت ہے کہ وہ بچے کو ایک سیکنڈ میں پیدا کر دے مگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ نو ماہ کے بعد بچے کو پیدا کرتا ہے اسی طرح اس میں طاقت ہے کہ وہ غلہ کو ایک سیکنڈ میں اگا دے مگر وہ کوئی غلہ پانچ ماہ میں اور کوئی چھ ماہ میں اگاتا ہے۔ پھر اس میں طاقت ہے کہ وہ پھلوں کو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں پیدا کر دے مگر وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ کسی پھل کو دس سال بعد اور کسی کو بارہ سال کے بعد پیدا کرتا ہے۔

یہ سب حکمت کی باتیں ہیں

اور مختلف قسم کے اسرار اپنے اندر رکھتی ہیں۔ جو شخص قدرت کے کاموں پر غور کرتا ہے وہ ان سے واقف ہو جاتا ہے اور جو شخص آنکھیں بند کر لیتا ہے وہ اعتراض کرنے لگ جاتا ہے اور اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ ٹھوکریں کھانے والا اعتراض ہی کرے گا۔ انگریزی میں مثل ہے کہ اگر وہ کوئی پیشہ ور اچھا نہ ہو تو وہ ہتھیاروں کے متعلق یہ شکایت ہی کرتا رہتا ہے کہ وہ خراب ہیں۔ کبھی کہہ دے گا کہ فلاں اوزار تیز نہیں اور کبھی کہہ دے گا کہ تیشہ ناقص ہے۔ اور بجائے اپنا نقص دیکھنے کے ہتھیاروں پر اعتراض کرتا اور آلات کے متعلق عیب چینی کرتا رہے گا لیکن اس طرح کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اعتراضات کا طومار بھی اگر کھڑا کر دیا جائے تو وہ کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ کامیابی ہمیشہ تبھی ہوتی ہے جب صحیح طریق اختیار کیا جائے اور صحیح ذرائع کا استعمال کیا جائے۔ پس جس مقصد اور جس کام کے لئے

اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو کھڑا کیا ہے

یعنی اسلام کی وہ پر امن اور پر نفع تعلیم جس کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا اسے پھر دنیا میں رائج کرنا۔ اس تعلیم کے اصول اگرچہ قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن انہیں پر حکمت طور پر عمل میں لانا یہ ہمارا کام ہے۔ اگر ہنگامی طور پر کام کیا جائے تو وہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ فرض کرو اس مجلس میں میں کہوں کہ پانی لاؤ تو بالکل ممکن ہے کہ دو تین سو آدمی اٹھ کر چلے جائیں اس خیال کے ماتحت کہ ان میں سے ہر ایک اس آواز کے مطابق عمل کرے۔ اور بالکل ممکن ہے ایک بھی نہ جائے اس خیال کے ماتحت کہ ممکن ہے کوئی اور چلا گیا ہو۔ تو ہنگامی کام ہمیشہ ناقص ہوتے ہیں جس چیز کے ساتھ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے وہ تنظیم اور اصلاح ہے اور

اس کیلئے ضروری ہوتا ہے

کہ سلسلہ کا ہر فرد اور ہر ذرہ ہماری نظروں کے سامنے ہو۔ جب کسی تنظیم میں یہ نقص رہ جائے کہ اس کے افراد نگاہوں کے سامنے نہ آئیں۔ تو وہ تنظیم بگڑ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے مرکز کا کام مختلف حلقوں میں تقسیم کیا ہوا ہے اور مختلف حلقوں کی الگ الگ مساجد ہیں تاکہ تمام عہدیدار اپنے اپنے حلقہ کے ہر فرد سے واقف ہوں اور ان کی صحیح رنگ میں تربیت کر سکیں۔ درحقیقت مساجد ہی ایک ایسی جگہ ہیں جہاں ہمارے تمام کام ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریریں بھی مسجد میں ہوتی تھیں۔ جلسے بھی مسجد میں ہوتے تھے مشورے بھی مسجد میں ہوتے تھے اور تاریخ اسلام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نکاح بھی مساجد میں ہوتے تھے۔ جھگڑوں کا تصفیہ بھی مسجد میں ہوتا تھا۔ نمازیں بھی مسجد میں ہوتیں۔ جہاد کے مشورے بھی مسجد میں ہوتے اور جب مومن کا ہر کام اسی کی عبادت سمجھا جاتا ہے اور جب

اسلام نے یہ تعلیم دی ہے

کہ خدا تعالیٰ کے لئے اگر کوئی روٹی بھی کھاتا ہے تو وہ نیکی کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ نمازوں کے علاوہ ہمارے باقی کام جو مساجد سے تعلق رکھیں وہ عبادت میں شامل نہ ہوں۔ اس صورت میں جھگڑوں کے موقعہ پر فیصلے کرنا۔ جہاد کے لئے مشورے کرنا اور لڑائیوں کے لئے پریکٹس کرنا محض قضا یا مشورہ یا جنگ کی پریکٹس نہیں کہلائے گا بلکہ یہ کام بھی عبادت میں شمار ہونگے

احادیث میں صاف طور پر ذکر

ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ مسجد نبوی میں فوجی کرتب دکھائے گئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو بلایا اور فرمایا کہ کیا جنگی کرتب دیکھنا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ تب آپ نے فرمایا میری پیٹھ کے پیچھے ہو جاؤ اور کندھے کی اوٹ میں جنگی کرتب دیکھتی جاؤ۔ غرض

اسلام کے نزدیک

مساجد منبع ہیں تمام کاموں کا اور سرچشمہ ہے مسلمانوں کی تمام جدوجہد کا۔ اور حلقہ وار انجمنوں کا قیام اسی غرض کے لئے کیا گیا ہے کہ کارکن اپنے فرائض کو سمجھیں اور ان مقاصد کو اپنے سامنے رکھیں جن کے لئے یہ تقسیم عمل میں لائی گئی ہے۔

عہدہ داروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے حلقہ کے تمام افراد کو اپنے زیر نظر رکھیں اور ہر شخص کی شکل اور اس کے نام سے ذاتی واقفیت پیدا کریں اور جو لڑکے دس سال سے اوپر کے ہوں ان کے لئے یہ لازمی قرار دیں کہ وہ مسجد میں نماز پڑھیں۔ قرآن کریم نے ہر فرد کو

اپنی اولاد کا ذمہ دار

قرار دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔ اے لوگو تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تم نہ صرف اپنے آپ کو جہنم کی آگ...

سے بچاؤ بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی بچاؤ۔ پس ہر شخص اپنی بیوی اور بچوں کا ذمہ دار ہے۔ اس سے صرف یہی نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نماز پڑھتے تھے یا نہیں۔ صرف یہی نہیں پوچھا جائے گا کہ تم زکوٰۃ دیتے تھے یا نہیں

تم روزے رکھتے تھے

یا نہیں۔ تم حج کرتے تھے یا نہیں بلکہ یہ بھی پوچھا جائے گا کہ تمہارے بیوی بچے بھی زکوٰۃ دیتے روزے رکھتے اور حج کرتے تھے یا نہیں۔ اور اگر کسی کے متعلق یہ ثابت ہُوا کہ اس نے اپنی بیوی اور بچوں کے اس امر میں غفلت اور کوتاہی کا ثبوت دیا ہے تو وہ اس سزا کا مستحق ہوگا جو نماز چھوڑنے والے روزہ نہ رکھنے والے۔ زکوٰۃ نہ دینے والے۔ حج نہ کرنے والے کے لئے مقرر ہے پس

ہر فرد اس امر کا ذمہ دار ہے

کہ وہ اپنی اولاد کو مسجدوں میں حاضر کرے بچوں کو مسجد میں لانا احادیث سے اس قدر تواتر سے ثابت ہے کہ کوئی اندھا ہی اس سے انکار کر سکتا ہے۔ حدیثوں میں صاف طور پر آتا ہے کہ پہلے مرد کھڑے ہوں پھر عورتیں اور پھر بچے۔ اگر بچوں کا نمازوں میں شامل ہونا ضروری نہیں تھا تو ان کا ذکر کیوں کیا گیا۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ بچوں کو مسجدوں میں نہ لایا جائے۔ مگر بچوں سے مراد وہ بچے نہیں جو بالکل چھوٹے ہوں اور مسجدوں میں آکر رونا چیخنا شروع کر دیں۔ یا وہ بچے بھی مراد نہیں کہ بیوی آٹا گوندھنے لگے تو وہ اپنے میاں سے کہہ دے کہ ذرا اس بچے کو نماز میں لیتے جانا۔ میں نے ایک دفعہ دوستوں کو تحریک کی کہ

بچوں کو مساجد میں لانا چاہیئے

تو اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اکثر لوگوں نے اپنے بالکل چھوٹے بچوں کو لانا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ بعض دفعہ کوئی بچہ مسجد میں پاخانہ پھر دیتا کوئی پیشاب کر دیتا اور وہ اس قدر شور مچاتے کہ دوسروں کے لئے نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا۔ تب میں نے سختی سے روکا۔ کہ مسجد میں بچے کھلانے کی جگہ نہیں۔ ان کو اپنے گھروں میں رکھو۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو مسجدوں میں لاؤ تو میری مراد یہ ہے کہ ان بچوں کو لاؤ جن کے متعلق شریعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ مسجدوں میں آئیں۔ جن لوگوں کے بچے آوارہ ہُوا کرتے ہیں تم غور کر کے دیکھ لو۔ ان میں سے اکثر ایسے ہی ہوں گے جو بے نماز ہوں گے۔ اور اکثر ایسے ہی والدین کے بچے ہوں گے جو اپنے بچوں کی

نمازوں کی نگرانی

نہیں کرتے۔ ورنہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص پانچ وقت اللہ تعالےٰ کے حضور تذلل کرے اور پھر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ پس بچوں کو مسجدوں میں لاؤ۔ اور ان کو مسجدوں میں لانا اپنے آنے سے زیادہ اہم سمجھو۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ تم آپ مسجد میں نہ آؤ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ چونکہ بچوں کا آنا تمہارے آنے کی نسبت مشکل ہے اس لئے اس کو اہمیت دو۔ یہ کام صرف اس شخص کا نہیں جسے

مربیٔ اطفال

مقرر کیا گیا ہو بلکہ ہر شخص کا جسے کوئی بھی بچہ ایسا نظر آئے جو مسجد میں نہیں آتا فرض ہے کہ وہ اسے مسجد میں لانے کی کوشش کرے۔ مگر اس طرح سے نہیں کہ ایک دوکان پر بیٹھ گئے اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر دوسری دوکان پر گئے اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے۔ وہاں سے اٹھے تو تیسری مجلس میں گئے۔ اور وہاں بھی کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے بالکل آوارہ ہو گئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جن کے عیوب بیان کئے جاتے ہیں وہ دوسرے شخص کے عیب بیان کرنے لگ جاتے ہیں اور اس طرح اصلاح کی بجائے خرابی پیدا ہوتی ہے۔

اصلاح کا طریق یہ ہے

کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی کے بچے میں نقص ہے تو اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری سے کہو اور پھر سمجھ لو کہ تمہارا کام ختم ہو گیا۔ یا اگر یہ سمجھو کہ جس شخص کے بچوں کے متعلق تمہیں شکایت ہے وہ حوصلے والا آدمی ہے اور وہ بات سن کر برداشت کرے گا تو اس سے کہہ دو۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کا کوئی عیب سن ہی نہیں سکتے۔ وہ اگر بچے کو چوری کرتے بھی دیکھیں تو کہیں گے کہ چونکہ دروازے سے داخل ہونا اس کے لئے خطرناک تھا اس لئے اس نے سیندھ لگانی شروع کر دی تھی۔ ورنہ اس نے چوری نہیں کی۔ پس جس شخص کے متعلق تم سمجھو کہ وہ برداشت کی طاقت نہیں رکھتا اسے مت کہو۔ اور جس شخص کے متعلق سمجھو کہ وہ برداشت کرے گا اسے کہہ دو کہ

اس کے بچے میں یہ نقص ہے

اس کے ازالہ کی طرف توجہ کریں۔ اگر اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ سیکرٹری اور سرپرست کے علاوہ کسی چوتھے شخص کے پاس بھی کسی شخص کا کوئی عیب بیان کرے گا تو میرے نزدیک وہ مجرم سمجھا جائے گا۔ میں نے دیکھا ہے یہ ایک بہت بڑا عیب ہے جو اصلاح کے نام پر کیا جاتا ہے لوگ اس بہانہ کی آڑ میں کہ ہم تو اصلاح کے لئے دوسروں کے عیب بیان کر رہے ہیں جگہ جگہ

دوسروں کی عیب چینی

کرتے پھرتے ہیں حالانکہ وہ خود اسلام کے خلاف عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے سُورۃ نور میں اس امر کا نقطہ کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ یہ قوم کو تباہ کرنے والا طریق ہے مگر پھر بھی لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کے پاس کسی کا عیب بیان کرتا ہے وہ اشاعت فحش کرتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ آجکل تو لوگ بڑی چوریاں کرتے ہیں وہ قوم کی اصلاح نہیں کرتا بلکہ انہیں ترغیب دیتا ہے کہ تم بھی چوریاں کرو۔ یہ ایک ایسا فلسفیانہ نکتہ ہے کہ کوئی قوم اسے نظر انداز کر کے ترقی نہیں کر سکتی درحقیقت

اس کی وجہ یہ ہے

کہ دنیا میں عام طور پر دین کو قبول کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے یہ سنا ہُوا ہوتا ہے کہ ایک خدا ہے اور اس نے اپنا رسول بھیجا ہے۔ ہمیں اس کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے۔ وہ نمازیں پڑھیں گے مگر اس لئے نہیں کہ نماز میں فلاں فلاں حکمت ہے بلکہ اس لئے کہ خدا کا یہ ایک حکم ہے۔ روزے رکھیں گے مگر اس کی حکمت انہیں معلوم نہیں ہوگی۔ پس دنیا کا بیشتر حصہ ایسا ہوتا ہے جو اصولی طور پر چند باتیں سمجھ لیتا ہے۔ اور باقی باتوں میں تقلیدی رنگ اختیار کرتا ہے۔ خواہ بظاہر وہ غیر مقلد ہی کیوں نہ کہلاتا ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہزار میں سے ۹۹۹ یا ایک لاکھ میں سے ننانوے ہزار نو سو ننانوے ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو تقلیدی طور پر اسلامی احکام پر عمل کرتے ہیں۔ حکمتوں کو سمجھنے والے ان میں بہت کم ہوتے ہیں۔ وہ اتنی بات سمجھ لیتے ہیں کہ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات

کو دوسری باتوں پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد وہ کسی حکمت کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ صرف چند آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے تفقہ فی الدین عطا کیا جاتا ہے۔ باقی سب مقلد ہوتے ہیں خواہ وہ حریت کے دلدادہ ہی کیوں نہ کہلائیں۔ سورۃ نور میں جو حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ جب اسلام کے احکام کی حکمت سمجھ کر عمل کرنے والے لوگ بہت قلیل ہیں تو باقی لوگ وہی رہ جاتے ہیں جو دوسروں سے اثر قبول کرتے ہیں۔ جب انہیں معلوم ہو کہ دنیا یوں کرتی ہے تو وہ بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ اگر معلوم ہو کہ دنیا خراب ہو گئی تو وہ بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ اور اگر معلوم ہو کہ

دنیا نیک ہے

تو وہ بھی نیکی کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر انہیں کسی وقت پتہ لگ جائے کہ جنہیں ہم نیک سمجھتے ہیں وہ دراصل نیک نہیں تو اسی دن اُن کے دلوں سے بھی نیکی کی عظمت مٹ جاتی ہے اور وہ بھی بدی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے نیکی کو نیکی سمجھ کر قبول نہیں کیا ہوتا بلکہ عام اثر کے ماتحت ایک خیال کی تقلید اختیار کی ہوئی ہوتی ہے۔ پس قرآن مجید نے بالوضاحت یہ امر بیان کر دیا ہے کہ جو شخص غیر ذمہ دارانہ طریق پر کسی کے عیب بیان کرتا ہے

وہ اشاعتِ فحش کرتا ہے

اور وہ ویسا ہی مجرم ہے جیسا کہ گناہ کرنے والا اگر ایک شخص نے چوری کی تو یہ اس کا ایک ذاتی فعل ہے مگر ایک دوسرا شخص اگر ہر جگہ بیان کرتا پھرے گا کہ آج کل لوگ بڑی کثرت کے ساتھ چوریاں کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چوری کی ہیبت دلوں سے مٹ جائے گی اور سننے والوں میں سے بھی کئی چور بن جائیں گے۔ پس دوسرے کی چوری کے عیب کو ظاہر کرنے والا قوم کا ہمدرد نہیں۔ کیونکہ چوری تو ایک شخص نے کی۔ مگر اس نے چوری کی ہیبت کم کر کے بیسیوں شخصوں کو چور بنا دیا۔ ایسے اشخاص یقیناً اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں سرزنش کی جائے۔ اور ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ میں نے

اس مقصد کے لئے

کثرت سے دعائیں کی تھیں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی تھی کہ وہ اس نقص کے ازالہ کا کوئی طریق سمجھائے تب یکدم جس طرح الہام ہوتا ہے میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس کے علاج کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ جس محلہ کے کسی فرد کے متعلق ثابت ہو کہ وہ

لوگوں کی عیب چینی

کرتا رہتا ہے اور محلہ کے لوگ اسے روکتے نہیں اس تمام محلہ پر اس کا ہرجانہ ڈالا جائے۔ تاکہ ہر شخص چوکس ہو جائے۔ اور آئندہ احتیاط کے ساتھ اپنی زبان کھولے۔ جب تک لوگوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا نہ ہو کہ دوسروں کی حرمت اور ان کی عزت کا پاس کیا جائے اس وقت تک کبھی اصلاح نہیں ہو سکتی

پس محلہ کے عہدیداروں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے محلہ کے مردوں اور بچوں کی شکلیں پہچانیں اور ہر فرد سے ذاتی واقفیت پیدا کریں۔ اس کے بعد ان کا دوسرا کام یہ ہے کہ وہ بچوں کو نماز باجماعت کی پابندی کی عادت ڈالیں اور تیسرا کام یہ ہے کہ اپنے محلہ کے لوگوں کے

اخلاق کی اصلاح

کریں۔ جب کسی کا عیب معلوم ہو خصوصاً اپنے دوست اور رشتہ دار کا تو ہر شخص کا فرض ہے کہ یہ معاملہ پریذیڈنٹ سیکرٹری اور سرپرست کے نوٹس میں لائے مگر اس طریق پر معاملہ کو پیش

کرنے میں غصہ، بغض اور کینہ کپٹ نہ ہو۔ بلکہ خالص اصلاح اور محبت کا جذبہ کام کر رہا ہو اور اگر کسی شخص کے متعلق معلوم ہو کہ وہ کسی کا عیب غیر متعلق شخص کے سامنے بیان کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ مجرم ہے اور فتنہ پیدا کر رہا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ اس کا منہ بند کرو۔ اگر اسے نہیں روکو گے تو سارا محلہ تعزیر کا مستحق سمجھا جائے گا۔

گویا ہماری جماعت کے دوستوں کی اصلاح کے لئے یہ ایک اخلاقی جنگ ہوگی۔ اور یہ ویسی بات ہوگی جیسے ڈاکٹر کے پاس لوگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پھوڑے میں نشتر مارو۔ اب کوئی شخص نہیں کہتا کہ کتنا غضب ہو گیا ڈاکٹر نے نشتر چبھو دیا۔ اسی طرح جب کوئی شخص ہمیں آکر کہتا ہے کہ میری اصلاح کرو تو ہمارا حق ہے ہم

درستی اخلاق کیلئے مناسب قدم اٹھائیں

اگر اس کی نیت اصلاح کی ہوگی تو ہمارے ساتھ رہے گا۔ اور اگر نیت نہ رہے گی تو کہہ دے گا جاؤ جی میں بیعت توڑتا ہوں۔ اس کے بعد ہمارا اس پر کوئی حق نہیں رہے گا۔ بہرحال جب کوئی شخص ہمارے پاس آجاتا ہے تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ ہمارے بتلائے ہوئے طریق کے مطابق کام کرے۔ کیونکہ بیعت کے بعد کسی مومن کا کام نہیں کہ وہ اپنا قدم پیچھے ہٹائے۔ اگر

نظام سلسلہ کی طرف سے

کسی کی اصلاح کی غرض سے کوئی قدم اٹھایا جائے تو اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس پر شور مچائے آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اصلاح کی جائے مگر اس کے لئے کوئی سامان نہ کئے جائیں۔ یہ تو ویسی ہی بات ہو جاتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ کوئی کنجوس شخص تھا اس کا یہ طریق تھا کہ وہ ایک عورت سے شادی کرتا کچھ دنوں کے بعد اس کے روپیہ اور زیور پر قبضہ کر کے اسے چھوڑ دیتا پھر دوسری شادی کرتا کچھ عرصہ کے بعد اسے بھی چھوڑ دیتا۔ اسی طرح اس نے کئی شادیاں کیں آخر کار ایک اور عورت سے شادی کی وہ

ہوشیار اور عقلمند

تھی۔ کئی مہینے گذر گئے مگر اس نے کوئی ایسا امر ظاہر نہ ہونے دیا جو اسے ناگوار گذرتا۔ اس شخص کو خیال آیا کہ اگر یہ اسی طرح میرے پاس رہی تو اس کے زیورات پر قبضہ کس طرح کر سکوں گا۔ پھر وہ بھی چونکہ بڈھا ہو چکا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر میں مر گیا تو میری دولت پر بھی یہ قابض ہو جائے گی۔ ایک دن یہ سوچ کر باورچی خانہ میں چلا گیا۔ بیوی روٹیاں پکا رہی تھی۔ جاتے ہی اس نے جوتا اٹھا لیا اور بیوی کے سر پر مارنے لگا اور کہنے لگا کمبخت تو روٹی تو ہاتھوں سے پکاتی ہے تیری کہنیاں کیوں ہلتی ہیں۔ وہ عورت عقلمند تھی کہنے لگی آپ ناراض ہو کر اپنی طبیعت خراب کر رہے ہیں۔ روٹی تیار ہے

کھانا کھا لیجئے

اس کے بعد جتنا جی چاہے مجھ پر غصہ نکال لیں خیر اس کی باتوں سے وہ کچھ ٹھنڈا ہوا اور روٹی کھانے بیٹھ گیا۔ جب روٹی کھا رہا تھا تو بیوی جوتا لے کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کمبخت تو کھانا تو منہ سے کھاتا ہے تیری داڑھی کیوں ہلتی ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ دئے کہ آج سے میرا تیرا مقابلہ بند ہوا۔ تو جیتی اور میں ہارا۔ جس طرح روٹی پکاتے ہوئے کہنی ہلے گی۔ اور کھانا کھاتے ہوئے داڑھی ہلے گی۔ اسی طرح جب کوئی شخص لوگوں کی اصلاح کرنی چاہے گا تو اسے بعض لوگوں کو سزا بھی دینی پڑے گی۔

پس اصلاح کے بتائے ہوئے طریقوں پر آپ لوگ کام کریں

ہر شخص کا یہ فرض ہے

کہ جب وہ کسی کا عیب دیکھے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور اگر دیکھے کہ اس کی اصلاح ہو گئی ہے تو وہ خاموش ہو جائے اور اس عیب کا کسی دوسرے کے پاس ذکر تک نہ کرے۔ اگر وہ دیکھتا ہے کہ وہ خود اصلاح نہیں کر سکتا تو محلہ کے پریذیڈنٹ وغیرہ کے پاس پہنچے اور اگر دیکھے کہ وہ بھی توجہ نہیں کرتے تو پھر ان پر جو عہدیدار مقرر ہیں انہیں توجہ دلائے۔ مثلاً

لڑائی جھگڑوں کے معاملات

نظارت امور عامہ میں پیش کرنے چاہئیں۔ اور اصلاح یا محبت باہمی وغیرہ کے لئے اصلاح وارشاد کے محکمہ میں جانا چاہئے۔ لیکن ان کے علاوہ اور کسی کے پاس دوسرے کا عیب بیان نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی کرے گا تو وہ فتنہ کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

یہ طریق ہے جو اصلاح کا ہے اگر آپ لوگ اس کو چلانے میں مدد دیں گے تو دیکھیں گے کہ لڑائیاں جھگڑے اور فتن کس طرح دور ہو جاتے ہیں۔

ہر چیز اپنے ماحول میں پنپتی ہے

ایک باغی تبھی پنپ سکتا ہے جب وہ اپنے ارد گرد بغاوت کی باتیں سنتا ہے۔ اگر بغاوت کی باتوں پر سرزنش کی جائے تو باغی پیدا ہونے بھی بند ہو جائیں گے۔ اسی طرح لڑائی جھگڑے بھی تبھی پیدا ہوتے ہیں جب انسان لڑائی جھگڑوں کی باتیں سنتا ہے۔ اگر باتیں ہونی بند ہو جائیں تو لڑائی جھگڑے بھی نہیں ہوں گے اور اس

دنیا میں آپ لوگوں کو جنت

مل جائے گی۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنتوں کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ جیسے اس جہان میں جنت ملی اسی کو اگلے جہان میں جنت ملے گی مگر آپ لوگ روزانہ اس دنیا میں جہنم دیکھتے ہیں اور پھر بھی جنت کی امید رکھتے ہیں۔ جنت کی تعریف خدا تعالیٰ نے یہ کی ہے کہ وہاں دل میں کسی کے متعلق کوئی بغض اور کینہ نہیں ہوگا پس ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے دلوں کو دوسروں کے بغض اور کینہ سے پاک کر دیں۔ تاکہ

اس دنیا میں ہمیں جنت حاصل ہو

بعض دفعہ کسی کی اصلاح کی غرض سے کوئی قدم اٹھاتا ہوں تو ساتھ ہی میرا دل بھی گھٹ رہا ہوتا ہے۔ اور میں اس کے لئے یہ دعا کرنی شروع کر دیتا ہوں کہ الٰہی اس قدم سے یہ کسی ابتلاء میں نہ پڑ جائے کیونکہ میں نے یہ قدم محض اس کی اصلاح کی خاطر اٹھایا ہے اور یہ

خدا تعالیٰ کا خاص فضل

ہے کہ آج تک کسی ایک شخص کا بھی میرے دل میں بغض پیدا نہیں ہوا۔ ہاں ان افعال سے بغض ضرور ہوتا ہے جو سلسلہ احمدیہ اور دین اسلام کے خلاف کئے جاتے ہیں۔ لیکن افعال سے بغض بغض نہیں کہلاتا۔ بلکہ وہ اصلاح کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ ہم چوری کو بھی تو بُرا کہتے ہیں لیکن چور سے ہمیں کوئی بغض نہیں ہوتا وہ اگر چوری چھوڑ دے تو ہم ہر وقت اس سے صلح کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ پس

اصلاح محبت کے جذبات کے ماتحت کرنی چاہیئے

لیکن میں نے دیکھا ہے بعض لوگ محض دوسرے کو نقصان پہنچانے کی خواہش میں دوسرے کی شکایت کر دیتے ہیں۔ ان کے مدنظر یہ نہیں ہوتا کہ اس کی اصلاح ہو جائے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح اسے نقصان پہنچ جائے۔ ایسے لوگ جو میرے پاس کسی کے متعلق شکایت کرتے ہیں اور میں محبت اور پیار سے سمجھاتا ہوں اور وہ سمجھ جاتا ہے تو شکایت کرنے والے کہنے لگ جاتے ہیں کہ بھلا اصلاح کس طرح ہو۔ ہم نے فلاں کی شکایت خلیفۃ المسیح کے پاس پہنچائی مگر انہوں نے کچھ نہ کیا۔ گویا ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس کی شکایت کی جائے اس کے خلاف ضرور کوئی قدم اٹھایا جائے حالانکہ یہ

اصلاح کا آخری طریق

ہے۔ اس سے پہلے ہمیں محبت اور پیار سے دوسروں کو سمجھانا چاہیئے۔ اور اگر وہ سمجھ جائیں تو ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ ہمارے ایک بھائی کی اصلاح ہو گئی۔

(الفضل ۴ر مارچ ۱۹۶۵ء)

حضرت حکیم محمد عمر صاحب رضؓ واصل بحق ہوئے

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

حضرت حکیم محمد عمر صاحب جو قدیمی مخلص صحابی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے ۸ فروری ۱۹۶۵ء کو مغرب کے وقت فوت ہو گئے۔ اور اگلے روز بعد نماز ظہر مقبرہ بہشتی ربوہ میں دفن کئے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اکثر قدیمی اصحاب کبار اور دونوں فرزندان نامدار خود حضور کی مانند منگل ہی کو واصل بحق ہوئے۔ حکیم صاحب سلسلہ کے انتظامی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ لنگرخانہ مہمان خانہ آپ ہی کے زیر انتظام رہا۔ اور خلافت اولیٰ میں خوب بجوش اسلوب خدمت بجا لائے۔ پھر میاں غلام رسول صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے زیر ہدایت ڈاکوؤں کے ایک گروہ کو نہایت حکمت عملی سے پکڑوا کر زمین کے مربعے انعام پائے اور آخر ان کو فروخت کر کے قادیان میں بڑی بلڈنگ بنوائی۔ اور اسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور سلسلہ کے لئے پیش کر دیا۔ اور وہاں نصرت گرلز سکول رہا۔

پھر دارالہجرت آنے کے بعد سندھ میں قیمتی زمین حاصل کی۔ اور اسے آباد کر کے سب سلسلہ کے مفاد میں پیش کر دی۔

آپ ہر چند تین بیبیاں حبالۂ نکاح میں لائے مگر پھر بھی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ربوہ میں رہائش تھی اور حضور پرنور کی جانب سے ہر قسم کی ضروریات کے لئے آسائش مہیا کر دی گئی تھی۔ آپ تبلیغ احمدیت میں بہت حصہ لیتے رہے۔ حیدرآباد دکن میں اپنی ایک فنی ایجاد (پارہ کا گلاس) کے ذریعہ کئی ایسے رؤسا کے پاس پہنچے جہاں باریابی حاصل کرنے کے لئے ہفتوں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اور جہاں ان سے معاوضہ حاصل کرتے وہاں کھل کر احمدیت کا پیغام بھی پہنچاتے۔ جو اصل مقصود تھا۔

ربوہ میں میری خبر گیری کے لئے بھی کئی بار آئے اور پچھلی یادوں کو تازہ کرتے رہے۔ میں نے عمر کے متعلق پوچھا۔ تو ایک دوسرے بھائی یا قریبی کا نام بتایا جو تاریخی تھا۔ اس کے دو تین سال بعد پیدائش بتائی۔ اس وقت میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ مجھ سے تین چار سال بڑے ہیں۔ گویا ۸۸ سال زیادہ سے زیادہ شمسی حساب سے عمر پائی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

حضرت مسیحؑ کا واقعۂ صلیب ڈاکٹری نقطۂ نگاہ سے

از مکرم جنید ہاشمی صاحب

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد زندہ بچ جانے کا واقعہ تاریخ اور عقلی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔ آپ پر حقیقی موت وارد نہیں ہوئی تھی بلکہ آپؑ کو مردہ سمجھ کر تابوت میں لٹا دیا گیا تھا اور چالیس گھنٹے کے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپؑ مزار سے غائب ہو چکے ہیں۔ عیسائیوں نے ان کے بچاؤ کے لئے مشہور کر دیا کہ وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اور یہودیوں نے کہا کہ وہ "لعنتی موت" مر گئے۔ اس لئے ان کی لاش کو غائب کر دیا گیا ہے۔ بہرحال یہ واقعہ پراسرار اور مافوق العادت حیثیت اختیار کر گیا تھا

موجودہ زمانہ کے حیرت انگیز سائنسی انکشافات اور ڈاکٹری تعلیم کی ترقیات کی روشنی میں اس پر عرصہ سے تحقیق و تفتیش ہو رہی ہے۔ چنانچہ آرچ بشپ آف کنٹربری نے اس بارے میں لکھا تھا کہ

> "اس بارہ میں اشد ضرورت ہے کہ سائنسی تحقیق سے اس تاریخی واقعہ کے لئے کوئی حتمی ثبوت پیش کیا جائے"

اس کی تعمیل میں ڈاکٹر جے جی بورن ماہر بیہوشی سینٹ ٹامس ہسپتال اور سالسبری ہاسپٹل گروپ نے ۱۹۵۵ء میں ایسے مریضوں پر تجربات کرنے شروع کئے جو خون کے نکاس کے بعد ایسی حالت میں ہو جاتے ہیں جیسے حضرت مسیحؑ صلیب سے اترنے کے بعد بے ہوشی اور نیم مردہ حالت میں ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر بورن صاحب کا مقالہ بعض چونکا دینے والے ثبوت اور لاجواب دلائل کا حامل ہے۔ اس کو پڑھ کر ہر ذی شعور اور عاقل آدمی تسلیم کرے گا کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر محض بے ہوش ہو گئے تھے۔ اور انہیں مردہ تصور کر کے اتار لیا گیا تھا۔ لیکن چالیس گھنٹے تک علاج معالجہ اور آرام سے لیٹے رہنے کے بعد وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تھے۔ یہ بات ڈاکٹر کلارک نے ۱۹۰۸ء میں اور پروفیسر ڈیز ماہر بیہوشیات امریکہ نے ۱۹۳۵ء میں بھی لکھی تھی۔ ممکن ہے حضرت مسیح ناصری کو محض مردہ تصور کر لیا گیا ہو لیکن ڈاکٹر بورن نے اب مسلسل تجربات کر کے اصلی بیہوش شدہ آدمیوں کو "زندہ" کر دکھایا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے زمانہ میں تو ادویات اور ڈاکٹری تعلیم اتنی ترقی یافتہ صورت میں موجود نہ تھی پھر حضرت مسیح کو کیسے ہوش آ گیا۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر بورن کی سب سے [illegible] ہیں یہ ہے کہ بیہوش مریض کے لئے سیدھے لیٹے رہنا ہی سب سے بڑا علاج ہے۔ لٹکا ہوا آدمی یا کرسی پر بیٹھا ہوا یا الٹا لیٹا ہوا آدمی بیہوشی کی حالت میں ہی مر جاتا ہے۔ لیکن اگر اسے فوراً سیدھا لٹا دیا جائے تو آہستہ آہستہ ہوش میں آ جاتا ہے

اناجیل اور رینان کے "سوانح مسیح" کے رُو سے حضرت مسیحؑ کو دوپہر کے قریب صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور بروز جمعہ تین بجے بعد دوپہر ان پر "ظاہری موت" وارد ہو گئی۔ اس کے بعد انہیں صلیب سے اتار لیا گیا اور ان کی "نعش" کو ایک مقبرہ (غار کے اندر ایک تابوت میں) رکھ دیا گیا۔ لیکن اتوار کو دن چڑھے یعنی چالیس گھنٹے بعد وہ وہاں نہ تھے۔ بلکہ اسی روز وہ پانچ مختلف مقامات پر لوگوں سے باتیں کرتے یا چلتے پھرتے دیکھے گئے۔ سب سے پہلے میری میگڈالین کا منہ اندھیرے ان سے آمنا سامنا ہوا جس نے ان کو پہلے پہچانا نہیں۔ اور آخری دفعہ وہ اپنے حواریوں سے ملے جنہوں نے انہیں پہچاننے کے لئے کافی بحث تمحیص کی ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنے زخمی ہاتھ تک دکھائے۔

ڈاکٹر بورن نے اپنے مقالہ میں جو بعض حتمی ثبوت اور خاص نکات پیش کئے ہیں وہ یہ ہیں:-

اوّل:- بیہوشی یا نیم مردنی حالت میں ایک شخص عمودی حالت میں زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس عرصہ کا تعین خون کے دباؤ پر منحصر ہے۔ یا دماغ میں موجودہ آکسیجن کی مقدار پر۔ حضرت مسیح ناصری کا بیہوشی اور انتہائی حالت میں لٹکنے کا درمیانی وقفہ یقیناً بہت کم ہے۔ اس کے علاوہ صلیب پر ان کا سر نیچے کو جھک گیا تھا۔ گویا سر اور دل کے درمیان فاصلہ کم ہو گیا جس کی وجہ سے دورانِ خون کو کم فاصلہ طے کرنا پڑا۔

سینٹ یوحنا کی انجیل سے ثابت ہے کہ یہودی سبت کی آمد کی وجہ سے صلیبوں پر لاشوں کا لٹکنا پسند نہیں کرتے تھے اس لئے انہوں نے پیلاطوس سے انہیں اتار ڈالنے کے لئے کہا۔ اس کے حکم کی تعمیل میں فوراً دو سپاہی وہاں پہنچے اور پہلے ایک مجرم کی پھر دوسرے کی ٹانگیں توڑیں۔ لیکن حضرت مسیحؑ کو مردہ جان کر اس کے پہلو میں نیزہ چبھویا جس کی وجہ سے خون اور پانی نکلا۔ یہاں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سپاہی پیلاطوس کے حکم کی تعمیل کر رہے تھے اس لئے بڑی عجلت سے وہ یہ کام سرانجام دے رہے تھے۔ رینان کا بیان ہے کہ جب جوزف نے پیلاطوس سے حضرت مسیح کی لاش طلب کی ہے اس سے قبل ہی ان کو صلیب سے اتار لیا گیا تھا۔ دوسرے حضرت مسیح کی ٹانگیں بوجہ "تعظیم" نہیں توڑی گئیں۔

دوئم:- اس بات کا جواب کہ زخم سے خون اور پانی کیوں بہا؟ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں بھی جب کسی مریض کے دل کا اپریشن کرنا ہوتا ہے تو ڈاکٹر اگر دیکھیں کہ کسی ورید کو کاٹنے سے خون بہتا ہے وہ مریض کی چھاتی نہیں کھولتے تا آنکہ دل کی حرکت بند ہو۔ حضرت مسیحؑ کے کیس میں یہ خون جاری ہونا اسی بات کا ثبوت ہے کہ دل ابھی کام کر رہا تھا۔ گو بظاہر وہ مردہ تھے۔ غشی کی حالت میں چھوٹے عضلات کی وریدوں کے پھیلاؤ سے ایسا ہونا حسب توقع تھا نیزہ کی ضرب عضلات کو چیرتی ہوئی دل سے نیچے پہنچی۔ جہاں خون کا دباؤ بیہوشی کی حالت میں بھی کافی تھا۔

سوئم:- بے ہوشی مدہوشی یا نیم مردنی کو "موت" سمجھ لینا عام بات ہے۔ آجکل جیسے روشنی کے زمانہ میں بھی ایسی غلطی ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر بورن کا بیان ہے کہ خود ان کے ہاتھ سے مردہ کئے ہوئے دو آدمی ہسپتال کے مردہ خانہ سے جی اٹھے۔ ایک ان میں سے پندرہ دن کے بعد پیدل گھر چلا گیا۔ ادھر حضرت مسیحؑ کی تشخیص کرنے والے تو دو ہزار سال قبل کے رومن سپاہی تھے اور وہ بھی عجلت میں تھے۔ ان کو بھلا "موت" اور "بے ہوشی" کی کیا تمیز ہو سکتی ہے؟

چہارم:- حضرت مسیحؑ کے ہوش میں آنے کے بعد ان کے قریبی اگر انہیں پہچان نہیں سکے تو یہ تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ صلیب جیسے ابتلا کے بعد ان کی یہ حالت طبعی تھی۔

صلیب کے بعد ان کے الفاظ کی روانی لہجے اور زور میں بھی فرق آ گیا تھا۔ اس کی وجہ حرام مغز کا تشنج ہے۔ اس کے علاوہ بدنی کمزوری۔ خون کی کمی، چہرے پر پیلا پن، کئی علامات ایسی ہیں۔ کہ وہ آسانی سے پہچانے نہیں جا سکتے تھے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عام لوگ انہیں صلیب پر "مار چکے" تھے۔ بلکہ کچھ "قبر میں رکھ" بھی آئے تھے۔ آج بھی اگر کوئی ایسا "مردہ" کفن پھاڑ کر اٹھ کھڑا ہو یا "قبر میں سے زندہ" نکل آئے۔ تو یہ مافوق العادت بات سمجھی جاتی ہے۔ ایسے کئی واقعات اخباروں میں پڑھے گئے ہیں۔ اس زمانہ کے بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں نے "بے ہوشی" پر طبی نقطۂ نظر سے چھان پھٹک اور تحقیقی نظر کی ہے۔ اور وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ بے ہوشی کی بڑی وجہ بدن کی چھوٹی وریدوں کے اندر خصوصاً عضلات میں خون کے دباؤ کا کم ہو جانا ہے۔ اس کی وجہ وریدوں کا فعالی پھیلاؤ ہے۔ یہ سکتے کا عالم ایک سے دو گھنٹے تک جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد وریدی ظرفوں سے دورانِ خون گھٹ جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ دل اپنی حرکت کمزور کر دیتا ہے بلکہ کئی کئی سیکنڈ تک اپنی حرکت بند رکھتا ہے اس عرصہ میں موت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ خون کا دباؤ عموماً گر جاتا ہے۔ دماغ کی آکسیجن کا ذخیرہ ختم ہونے لگتا ہے۔ شعوری حس گم ہو جاتی ہے اور مریض گر پڑتا ہے۔ سانس آنا نامعلوم ہو جاتا ہے۔ پتلیاں پھیل جاتی ہیں اور چہرے پر موت کی زردی پھیل جاتی ہے۔ یہ حالت وہ ہے جب بیہوشی کی دوسری کیفیتیں مثلاً Comma بھی اس حد تک نہیں پہنچتی۔ عضلات کی طاقت کا غائب ہو جانا (جس کی وجہ سے آدمی گر پڑتا ہے) دماغ کی حفاظت کے لئے مفید ہے۔ کیونکہ اس طرح اس میں آکسیجن کی مقدار قائم رہتی ہے۔ اس کے بعد مریض کا افقی حالت میں لیٹ رہنا پہلا علاج ہے۔ اس طرح خون کا دباؤ درست ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور شعور واپس لوٹتا ہے اگرچہ چہرے کی زردی قائم رہتی ہے اس کی وجہ ہارمونی غدود کا جوابی ردّعمل ہے۔

ڈاکٹر بورن کہتے ہیں کہ تجربات کرنے کے دوران یہ ثابت ہوا کہ بیہوشی کے ایسے مریضوں کو دیکھا گیا ہے کہ جو نصف گھنٹہ سے لے کر دو ہفتے تک "صلیبی کیفیت" میں رہے۔ لیکن پھر بغیر ادویات کے انہیں ہوش میں لایا گیا ہے۔ اس لئے حضرت مسیحؑ کا کچھ عرصہ صلیب پر لٹک کر زندہ بچ جانا کوئی ایسا مافوق العادت واقعہ نہیں۔ خصوصاً اگر یہ بھی دھیان میں رہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور امداد بھی ان کے ساتھ تھی۔

پس قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ ارشاد .... وَمَا صَلَبُوہُ ...... بڑی صفائی اور عمدگی سے ثابت ہوتا ہے۔ ٭

فارم اصل آمد برائے موصیان

موجودہ مالی سال ختم ہونے میں صرف ۱½ ماہ باقی رہ گیا ہے۔ صیغہ ہذا کی طرف سے حسب دستور مارچ کے آخر میں تمام موصیوں کی خدمت میں فارم اصل آمد بھجوا دئے جائیں گے جن میں گذرے ہوئے پورے سال کی آمد درج کرنی ہوتی ہے۔ یعنی یکم مئی سے ۳۰ر اپریل تک کی معیّن آمد اس میں درج کر کے اور اپنا پورا پتہ درج کر کے وہ فارم دفتر ہذا کو واپس ارسال فرمایا جائے۔ یہ فارم یکم مئی یا اس کے بعد پر کیا جائے اور ۱۵ر مئی تک پوسٹ کر دیا جائے۔ یہ فارم دفتر ہذا میں واپس پہنچنے پر ہر موصی کی خدمت میں اس کا گذشتہ سال کا حساب بھجوا دیا جائے گا۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

بھارت کی مختلف جماعتوں میں یوم مصلح موعود کی تقاریب

پٹنہ (بہار)

یہاں ۲۲ر فروری کو بعد نماز عصر مکرم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی کے مکان پر مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کی زیر صدارت یوم مصلح موعود کا جلسہ منعقد ہوا جس میں خاکسار نے نصف گھنٹہ تک پیشگوئی مصلح موعود کے موضوع پر تقریر کی اور بتایا کہ اس پیشگوئی میں چار بنیادی باتیں بتائی گئی ہیں۔

۱۔ پسر موعود ۲۔ مقدس خاندان۔ ۳۔ آبائی نسل کا انقطاع ۴۔ ماننے والوں کا منکرین پر غلبہ۔

اور یہ پیشگوئی اس وقت اللہ تعالیٰ سے علم پاکر کی گئی جبکہ ۱۔ مصلح موعود بھی موجود نہیں تھا۔ ۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد بھی عالم وجود میں نہیں آئی تھی (خان بہادر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ موجود تھے لیکن وہ اس وقت اور اس کے بعد ایک لمبے عرصہ تک حضور کی روحانی اولاد میں شامل نہ ہو سکے تھے) ۳۔ آپ کا آبائی خاندان ہر قسم کی عزت و دولت اور رعب و دبدبہ کے ساتھ موجود تھا ۴۔ اور اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی جماعت بھی موجود نہ تھی۔

پس یہ پیشگوئی اپنی چاروں جزئیات کے اعتبار سے نہایت مخالف حالات میں کی گئی۔ اور آج یہ پیشگوئی اپنی جملہ جزئیات کے ساتھ اظہر من الشمس ہو کر ہمارے سامنے ہے۔ اور منکرین سلسلہ اور منکرین مصلح موعود جب کبھی کوئی فتنہ اٹھاتے ہیں وہ ہمیشہ مغلوب ہوتے ہیں۔ اور خود سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے مقدس ہاتھ سے قرآن کریم کا مرتبہ اور اسلام کی عزت و شوکت قائم ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

بعد نماز مغرب حضرت اقدس کی صحت و سلامتی کے لئے اجتماعی دعا بھی کی گئی۔ اور اجتماعی صدقہ کی تحریک کی گئی۔ چنانچہ ۴۶/- روپیہ صدقہ جمع ہوا جو مرکز میں بھجوا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیں حضور کے ارشادات کے مطابق نمایاں رنگ میں خدمت اسلام کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

کیرنگ (اڑیسہ)

یہاں ۲۰ر فروری کو یوم مصلح موعود کے جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ صدارت کے فرائض مکرم مولوی عزیز الدین صاحب فاضل نے ادا کئے۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم شیخ مکرم علی صاحب نے مصلح موعود کے کارنامے کے موضوع پر اور مکرم لیسین خان صاحب۔ مکرم گلاب دین صاحب۔ مکرم شیخ عبد المنان صاحب اور مکرم منشی فیاض الدین صاحب نے حضور انور کے مختلف کارناموں اور علم و عرفان اور آپ کے متعلق بشارات کے موضوع پر اپنی اپنی تقریر میں شرح و بسط سے روشنی ڈالی۔ آخر میں صاحب صدر نے قرآن کریم اور احادیث کے بہت سے حوالجات پیش کرکے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود کے بارہ میں صحف سابقہ میں بھی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مصلح موعود کے سنہری کارنامے تفصیل سے پیش کئے۔ اور پھر حاضرین سمیت حضور انور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے لمبی دعا کی۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار ناظر خان سیکرٹری تبلیغ کیرنگ

جمشید پور (بہار)

یہاں ۲۱ر فروری کو بعد نماز مغرب خاکسار کے مکان پر یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم امیر صاحب مقامی نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر پر روشنی ڈالی۔ اور اس امر کی وضاحت کی کہ حضور انور کی ذات گرامی کس قدر بابرکات ہے۔ اور یہ کہ ایسے قیمتی اور بابرکت وجود دنیا میں صدیوں کے بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اس جلسہ کی غرض و غایت کو سمجھیں اور صرف جلسہ میں حاضر ہونا ہی کافی نہ سمجھ لیں بلکہ اپنے عمل سے یہ ثابت کریں کہ ہم کس قدر حضور کے دلدادہ و شیدا ہیں۔ اس کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کا متن پڑھ کر سنایا گیا۔ بعد ازاں الہام الٰہی کے الفاظ مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق و العلیٰ کان اللہ نزل من السماء کی تفسیر جو حضور پرنور نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے رسالہ الفرقان اپریل ۱۹۶۴ء سے پڑھ کر سنائی اور اس امر کی وضاحت کی کہ کس طرح یہ الہام لفظ بہ لفظ حضور انور کی ذات میں پورا ہوا اس کے بعد احباب سے درخواست کی کہ حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا جائے تاکہ حضور کی زبان فیض ترجمان سے خطبات اور تقاریر سننے کا ہمیں پھر موقعہ مل سکے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے حضرت مصلح موعود کی علامات میں سے ایک علامت یعنی "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ آج کس طرح حضور کا قائم کردہ تبلیغی نظام دنیا کے کناروں تک پھیل چکا ہے اور حضور کے عہد مبارک میں ہم اپنی آنکھوں سے احمدیت کے عروج اور اسلام کی روحانی فتوحات کو دیکھ رہے ہیں حضور کی ذہانت و فراست کے متعلق آپ نے کتاب "حضرت فضل عمر کے کارنامے" میں سے بعض واقعات پڑھ کر سنائے۔ اور احباب کو تاکید کی کہ وہ حضور کے قیمتی وجود کی قدر کریں۔ اور حضور کے ارشادات پر عمل کرکے صحیح معنوں میں احمدی بننے کی کوشش کریں۔

خاکسار سید حمید الدین احمد سیکرٹری تبلیغ جمشید پور

پنکال (اڑیسہ)

یہاں مورخہ ۲۰ر فروری کو ۶ بجے شام جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد شمس الحق خان صاحب نے کی۔ نظم مکرم عبد الحق صاحب و حیدر خان صاحب نے واسرائیل خان صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد مکرم محمد عبد الرحمٰن صاحب نے "پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر" کے عنوان پر تقریر کی اور بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور متابعت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مبعوث فرمایا تو اس وقت اسلام کی حالت سخت کسمپرسی کی تھی۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے جہاں اسلام کے مخالفین کے مقابلہ میں قلمی جہاد شروع فرمایا وہاں اسلام کی خستہ حالی کو دیکھ کر آپ کے دل میں درد پیدا ہوا اور آپ نے اسلام کی سربلندی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور الحاح و زاری کی اور الٰہی منشا کے مطابق ہوشیارپور کا سفر اختیار کیا اور وہاں چالیس روز تک چلہ کشی اور متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک موعود فرزند کی بشارت دی اور یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے وجود میں پوری ہوئی۔ اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کا کوئی ملک اور کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں اسلام اور احمدیت کا پیغام نہ پہنچا ہو۔ اور آج پیشگوئی کے عین مطابق دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ کا نام عزت سے یاد کیا جاتا ہے

اس کے بعد خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی زندگی کے درخشندہ واقعات اور آپ کے کارنامے بیان کئے۔ آخر میں حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی گئی۔

خاکسار محسن خان مبلغ سلسلہ کرڑاپلی

لجنہ اماء اللہ بنگلور

یہاں لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام ۲۱ر فروری بروز اتوار محترمہ صدر صاحبہ لجنہ کے گھر میں چار بجے شام جلسہ مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد عزیزہ سلیمہ خاتون نے پیشگوئی مصلح موعود پر ایک مضمون پڑھا۔ اس کے بعد عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ نے "ظہور مصلح موعود کی ضرورت" کے عنوان پر ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔

عزیزہ فہمیدہ بیگم صاحبہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ اخبار الفضل سے پڑھ کر سنائے۔ اسی دوران میں کچھ بچوں نے حضرت مصلح موعود سے متعلق نظمیں بھی پڑھیں۔

عزیزہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے "پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر" کے موضوع پر تیار کردہ ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔

ناصرات کی چند بچیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی خوش الحانی سے سنایا اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار اختر بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنگلور

مظفرپور (بہار)

۲۰ر فروری بعد نماز مغرب مکرم ڈاکٹر سید منظور احمد صاحب کی کوٹھی پر مکرم سید وزارت حسین صاحب کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ جس میں پیشگوئی کا پس منظر۔ اس کی غرض اور اس کا کامل ظہور وغیرہ امور کو بیان کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے اور احباب کو حضور کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کی۔ صدقہ کی تحریک بھی کی جس پر ۱۸ روپیہ جمع ہوئے۔ یہ رقم مرکز میں بھجوا دی گئی۔ دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ مظفرپور

کرڑاپلی اڑیسہ

یہاں ۲۱ر فروری کو چھ بجے شام جلسہ منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم مولوی سید صمصام الدین احمد صاحب نے پیشگوئی کا متن سنایا اور پیشگوئی کے اس حصہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا" پر تقریر کی جس میں حضور کے علمی کارنامے بیان کئے۔ خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں پیشگوئی کے بعض پہلو بیان کئے۔ حضور انور کی صحت کے لئے دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا

نیماپور (میسور)

۲۰ر فروری کو بعد نماز مغرب مکہ مسجد میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد یوسف صاحب زیروی جلسہ منعقد ہوا مکرم عبد العزیز صاحب سیکرٹری تبلیغ اور صدر جلسہ نے پیشگوئی کے مختلف پہلو مؤثر انداز میں بیان کئے اور دعا پر جلسہ ختم ہوا

خاکسار محمد عبد اللہ قریشی نیماپور

منقولات

زبان کی مغرورانہ برتری

زبان کی مغرورانہ برتری

انگریزی معاصر اسٹیٹسمین میں ڈاکٹر گوپال سنگھ ممبر پارلیمنٹ کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جنوبی ہند میں جو کچھ ہوا وہ ہندی والوں کے غرور کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے ہندی کو ایک زبان کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک برتر زبان کی حیثیت سے پیش کیا۔ اور ہندی کی مدح سرائی کو حب الوطنی کی علامت قرار دے دیا۔ اور اردو اور پنجابی کی مخالفت میں سب ہندی والے جن میں کانگریسی بھی شامل ہیں ایک ہو گئے۔ حالانکہ "ہمارے بزرگ شیواجی اور رنجیت سنگھ جیسے لوگ کم محب وطن نہ تھے جب کہ انہوں نے مغلوں سے ٹکر لینے کے باوجود فارسی کو اپنی زبان بنایا" اور فارسی زبان کی وجہ سے ان کے وقار کو کوئی ٹھیس نہیں لگی۔!

ڈاکٹر گوپال سنگھ نے قومی وقار کا بہت اچھا تجزیہ کیا ہے شیواجی نے مغلوں سے لڑائی لڑی مگر ان کی دشمنی میں فارسی زبان سے کوئی انتقام نہیں لیا۔ اور ان کے سارے دفتری اور سرکاری کام فارسی میں ہوتے رہے۔ آج بھی فارسی زبان یہاں کے تمام لسانی جھگڑوں کو چکا سکتی ہے لیکن اب معاملہ اتنی دور چلا گیا ہے کہ فارسی کا تصور بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن زبان کے بارے میں جنوبی ہند نے جس طرح کروٹ لی ہے اس نے ہندی والوں کے سر غرور کو بہت بڑی حد تک جھکا دیا ہے۔ ہندی بیشک سرکاری زبان رہے۔ لیکن ہندی والوں کے غرور کو ضرور ختم ہونا چاہیئے۔

صحیح تاریخ کی ضرورت

ہندوستان کی تاریخ میں ہندو مسلمان کو لڑانے کی کوشش کی گئی اور یہ کوشش بہت کامیاب ہوئی۔ آزادی کے بعد صحیح تاریخ تو کیا لکھی جاتی دشمنی اور نفرت میں اضافہ کرنے والی تاریخیں لکھی گئیں۔ اور نئی نسل کے دماغ کو تعصب اور نفرت سے بھر دیا گیا۔ کانگریسی حکومت نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں دی حالانکہ اس کا سب سے پہلا کام یہ تھا کہ وہ رواداری کی صحیح تاریخ مرتب کراتی اور غلط تاریخوں کے اثرات کا ازالہ کرتی۔ اب بھی وقت ہے کہ سرکاری سطح پر ان واقعات کو جمع کیا جائے جو آج ہمارے قومی اتحاد کے لئے مواد فراہم کر سکیں۔ اور ماضی کے تلخ اور غلط واقعات کی اصلاح ہو سکے۔ ابھی حال میں انجمن اسلام ہائی اسکول بمبئی میں مرہٹی زبان کے مشہور ادیب مسٹر نائک نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم غلط تاریخوں سے یہ تو ثابت کرتے ہیں کہ شیواجی نے مغلوں سے جنگ کی مگر تاریخ کا یہ واقعہ بیان نہیں کرتے کہ جب شیواجی آگرہ گئے تو ان کی حفاظت کرنے والا ایک مسلمان تھا۔ اور شیواجی نے اسے ایک گاؤں انعام میں دیا تھا

قوم کی اصلی یادگار

مسٹر نائک نے اپنی تقریر میں کہا کہ مسلمانوں نے ہماری تہذیب میں اپنی بہترین تہذیب کا اضافہ کیا۔ جس میں قمیص اور کرتہ مسلمانوں کی دین ہے۔ اگر اس دین کی ایک لمبی فہرست پیش کی جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ آج کا ہندو ۷۵ فیصدی مسلمان ہے! کیا حکومت اس مرہٹی ادیب سے بھی گئی گذری ہے کہ ماضی کے واقعات سے موتی چن کر نکالے اور انہیں وقف عام کر دے۔؟ ایک مرہٹی ادیب تو مسلمان محافظ کا واقعہ پیش کرے مگر حکومت کو ایسی تاریخ مرتب کرنے کی توفیق نہ ہو جو رواداری اور محبت کا سبق دے سکے۔ آج حقیقت راے کی سمادھی تو بنائی جاتی ہے تاکہ نئی نسل مسلمانوں کو ظالم سمجھتی رہے مگر اس مسلمان کی کوئی یادگار قائم نہیں کی جاتی جس نے آگرہ کے سفر میں شیواجی کی حفاظت کی۔ اور شیواجی نے اس کی خدمات سے خوش ہو کر ایک گاؤں انعام میں دیا۔ یہ کیسی ون وے ٹریفک چل رہی ہے۔ اور اس کا انجام کیا ہوگا؟

الجمعیتہ دہلی ۸ ۱۲ر فروری ۱۹۶۵ء

وفات

بجی ابھی یادگیر سے فون کے ذریعہ اطلاع ملی ہے کہ ایک مخلص بزرگ اور فدائی سلسلہ پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار جناب عبدالمجید صاحب گلبرگی بعمر تقریباً نوّے سال وفات پا گئے ہیں۔ اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں   کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

مرحوم سیٹھ عبدالحی صاحب احمدی مرحوم کے تایازاد بھائی تھے۔ بڑھاپے کے باوجود سلسلہ کے کاموں میں نوجوانوں کی طرح حصہ لیتے تھے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں

خاکسار مولوی محمد اسمٰعیل وکیل یادگیری حیدرآباد ۲۵/۲/۳

امریکہ میں تبلیغ اسلام

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار کو ایک مقامی یونیٹیرین چرچ میں تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ جس میں پچاس کے قریب افراد شامل تھے۔ ایک گھنٹہ کی تقریر کے بعد سامعین نے کئی سوالات پوچھے جن کے جوابات دئے گئے۔ تقریر کے بعد سامعین میں لٹریچر تقسیم کیا گیا جسے انہوں نے اسی وقت بڑی دلچسپی سے پڑھنا شروع کر دیا۔

ہمارے ڈیٹن مشن کے ایک نہایت ہی مخلص اور پرانے احمدی بھائی ولی کریم وفات پا گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے ڈیٹن گیا۔ وہاں سے ڈیٹن سرکل کے مبلغ انچارج میجر عبدالحمید صاحب کے ساتھ انڈیانا پلیس گیا۔ وہاں کے ممبران کے گھروں میں جا کر ان سے ملاقات کی۔ اور جماعت کی دیکھ بھال کے بارے میں فوری امور سرانجام دئے۔ پھر ایتھنز (اوہایو) میں گیا جہاں پر فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے سلسلہ میں ایک اجلاس میں شرکت کی۔ نیویارک اور فلاڈلفیا کے مشنوں کا دورہ کیا کئی دن وہاں ٹھہرا۔ ان کے اجلاسات میں شرکت کی۔ ان کے کام کا معائنہ کیا تبلیغی ترقی کے لئے ان سے تبادلۂ خیالات کیا اور اسلامی احکامات کے نفاذ کے بارے میں پوری طرح کوشاں رہنے کی تلقین کی گئی۔ دو افراد نے بیعت کی۔

پٹس برگ مشن

اس حلقہ کے انچارج مکرم چودھری عبدالرحمٰن خان صاحب بنگالی ہیں۔ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ کئی احباب مشن ہاؤس آئے۔ ان میں سے ایک عدن کے عرب مسلمان تھے۔ اور ایک عیسائی نوجوان بار بار مشن میں آتا رہا اور اجلاسات میں شرکت کرتا رہا۔ لٹریچر کا مطالعہ بھی کیا۔ مہینہ بھر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام میں داخل ہونے کی توفیق بخشی۔ یہ نوجوان اب قرآن کریم کا مطالعہ کر رہا ہے۔

ایک مقامی میتھوڈسٹ چرچ میں تقریر کی دعوت ملی۔ آپ نے وہاں لیکچر دیا۔ جس میں مقامی جماعت احمدیہ کے ممبران نے بھی شرکت کی۔ لیکچر کے بعد سوالات و جوابات ہوئے اور پھر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ چرچ کے پادری صاحب اور ان کے نائب کو احمدیت یا حقیقی اسلام، اسلامی اصول کی فلاسفی اور لائف آف محمدؐ جیسی کتب تحفۃً دی گئیں۔

آپ مقامی کارنیگی لائبریری میں جاتے رہے۔ جہاں پر امریکی مصنفین کی اسلام کے بارے میں آراء کی تحقیق کرتے رہے اسی دوران میں آپ لائبریری کے منتظم سے ملے جن کو احمدیت یا حقیقی اسلام۔ اسلامی اصول کی فلاسفی

بقیہ صـ۱

۔۔ لائف آف محمدؐ اور دعوۃ الامیر انگریزی کتب پیش کیں۔ ۵۰۰ اشتہارات محلوں بسوں اور دفاتر میں تقسیم کئے گئے۔

ولی کریم صاحب کے جنازے میں شرکت کی وہاں بیسیوں غیر مسلم بھی موجود تھے۔ نعش کی تدفین کے بعد عیسائی دوستوں کے سامنے ایک مختصر سا لیکچر دیا۔ جس میں اسلام کی خوبیاں بیان کیں۔

مکرم چودھری عبدالرحمٰن صاحب بنگالی مبلغ نے ایتھنز کی فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ایک اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں سن رائز اور احمدیہ گزٹ کے بارے میں غور ہوا۔

اس دوران میں احمدیہ گزٹ کے دو پرچے نکلے۔ جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا ترجمہ شائع کیا گیا۔ ایتھنز میں ان کو ایک وکیل، ایک ڈاکٹر اور الیکٹرک کمپنی کے افسر کو احمدیہ لٹریچر دینے کا موقعہ ملا۔

ایتھنز میں فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی شاخ میں محترم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب منیر پی ایچ ڈی منتظم ہیں۔ وہ مقامی یونیورسٹی میں فزکس کے پروفیسر بھی ہیں۔ اس ادارہ کیلئے تیس ایکڑ زمین پانچ ہزار ڈالر میں خریدی گئی ہے جس پر انسٹی ٹیوٹ کی تعمیر شروع ہے۔ ایک مسجد بنانے کی تجویز بھی ہے۔ اب تک اس ادارے پر جو اخراجات ہوئے ہیں وہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے برداشت کئے ہیں۔ اور کچھ رقم پیشگی بطور قرض لگائی گئی ہے۔ جو ادارے میں تیار ہونے والی مصنوعات کے منافعہ سے واپس ہوگی اس ادارہ کے منافعہ سے اسلام کی اشاعت کا کام لیا جائے گا۔ ایتھنز میں فضل عمر پریس بھی قائم ہو چکا ہے۔ جس میں ہمارا لٹریچر اور اخبارات شائع ہوتے ہیں۔

پٹس برگ میں مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں تمام جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ جس میں امریکہ میں تبلیغ اسلام کی وسعت پر غور کیا گیا۔

شکاگو سرکل

اس حلقہ کے انچارج مکرم شکر الٰہی صاحب ہیں۔ آپ نے خدا کے فضل سے تبلیغ اسلام کا کام خوش اسلوبی سے جاری رکھا۔ آپ نے علاقہ کے بعض مقامات کا دورہ کرنے کے علاوہ کالجوں اور سکولوں میں لیکچر دینے کا سلسلہ بھی جاری رکھا ایک غیر احمدی ڈاکٹر کے نکاح کے موقعہ پر بہت سے دوسرے ڈاکٹر جمع تھے جنہیں اسلامی لٹریچر دیا گیا۔ اور ان سے واقفیت پیدا کی گئی جو آئندہ تبلیغ میں ممد ہوگی۔ اس حلقہ میں آٹھ افراد نے بیعت کی۔ الحمدللہ۔

خلافتِ ثانیہ کے سنہری دَور کی دو اہم تحریکات

تحریکِ جدید — و — وقفِ جدید

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مظفرپور بہار (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۴ء)

قسطِ سوم

نویں اہمیت

نویں اہمیت ان تحریکات کو یہ حاصل ہے کہ ان دونوں کا آغاز اسلام کے دو اہم مراکز سے ہوا۔ یعنی "قادیان دارالامان" اور "دارالہجرت ربوہ" سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رؤیا اور کشوف میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد قادیان دارالامان کو اسلام کا تیسرا اہم مرکز بالوضاحت قرار دیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام حصہ اول ص۳۸)۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں قیامِ ربوہ کے متعلق بھی واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔ حضور اقدس کا ایک الہام ہے

اِنِّی مَعَكَ یَا اِبْرَاهِیْم

(البشریٰ جلد دوم ص۱۳۹)

اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابراہیم قرار دیا گیا ہے۔ حضور کا ایک دوسرا الہام ہے کہ یخرج ھمّہ وغمّہ دوحۃ اسمٰعیل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہم اور غم ایک اسماعیلی درخت نکالے گا۔ حضور کا ایک اور الہام بھی ہے کہ

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ

یعنی صفا اور مروہ پہاڑیاں اللہ تعالیٰ کے نشانات ہیں۔ موخرالذکر الہام قرآن کریم کی آیت بھی ہے یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے صفا اور مروہ کو حضرت اسماعیلؑ اور آپ کی والدہ مقدسہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کی وجہ سے جو محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس مقام پر انہوں نے کی اللہ کے نشان قرار دیا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کا یہ مطلب تھا کہ اس میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ ایسا ہی واقعہ آئندہ پیش آنے والا ہے۔

ان الہامات کو تطبیق دینے سے یہ بات بالبداہت عیاں اور واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابراہیم قرار دیا اور اسمٰعیلی درخت کی بھی خبر دی اور صفا اور مروہ کے الفاظ میں مقامِ قربانی بھی بتایا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ کی ظلّیت میں ربوہ عالمِ وجود میں آگیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزندِ ارجمند مثیلِ اسمٰعیل قرار پائے۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا حضرت ہاجرہ کی مثیل قرار پائیں۔

اور ان دونوں مقدس ماں بیٹے کے مقدس قدموں نے ایک غیر ذی زرع وادی میں ربوہ جیسا شہر آباد کر دیا۔ جس کی بلند و بالا پہاڑیاں ربوہ کی تقدیس کا اعلان کر رہی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی ذات میں شروع سے ہی اسماعیلی صفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت تھیں جن کا وقتاً فوقتاً قیامِ ربوہ سے پہلے بھی اظہار ہوتا رہا تھا اور یہ اظہار اس وقت زیادہ نمایاں ہو کر منصۂ شہود پر آگیا جب حضور نے حج بیت اللہ کے لئے مکہ مکرمہ کی مقدس ترین سرزمین پر پہنچنے کا عزم فرمایا۔ اس موقعہ پر آپ اپنے ایک منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎

میری خواہش ہے کہ دیکھوں اس مقامِ پاک کو
جس جگہ نازل ہوئی مولیٰ تیری ام الکتاب
ابنِ ابراہیم آئے تھے جہاں با تشنہ لب
کر دیا خشکی کو تو نے ان کی خاطر آب آب
میرے والد کو بھی ابراہیم ہے تو نے کہا
جس کو جو چاہے بنائے تیری ہے عالی جناب
ابنِ ابراہیم بھی ہوں اور تشنہ لب بھی ہوں
اس لئے جاتا ہوں میں مکہ کو بامید آب

حضور نے یہ نظم قیامِ ربوہ سے ۲۵ سال قبل ارشاد فرمائی تھی۔

بہرحال ربوہ اسلام کا چوتھا اہم مرکز ہے جس کی تصدیق مشاہدہ بھی پُرعظمت انداز میں کر رہا ہے۔ جس طرح اسلام کے مرکزِ اول کے ساتھ حضرت اسماعیل اور آپؑ کی مقدس والدہ کی قربانی وابستہ ہے اسی طرح مثیلِ اسماعیل اور آپ اور آپ کی مقدس والدہ کی قربانی ربوہ سے وابستہ ہے۔ جو محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی گئی۔ اور جس طرح اسلام کی نشأۃِ اولیٰ کے دو اہم مرکز تھے یعنی مکہ اور مدینہ۔ اسی طرح اسلام کی نشأۃِ ثانیہ میں بھی ان مقدس مراکز کی ظلّیت میں دو ہی اہم مراکز قائم ہوئے یعنی قادیان اور ربوہ۔ اور مرکزِ اول اور مرکز چہارم میں مماثلت پیدا کر کے ان دونوں دوروں کو ایک دائرہ کی شکل میں ملا دیا گیا۔

وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا

اس موقعہ پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ پیشگوئی مصلح موعود میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

چنانچہ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود اسلام کے تیسرے اہم مرکز قادیان میں پیدا ہوئے اور یہیں خلعتِ خلافت ملی اور یہیں مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اس کے بعد ایک غیر ذی زرع وادی میں "ربوہ" آباد کر کے اسلام کے تین اہم مراکز کو چار کر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

قرآن کریم میں ایک آیت ہے وَاٰوَیْنٰهُمَا اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ کہ ہم نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور آپؑ کی مقدس والدہ کو کسی قدر تکلیف کے بعد ایک جگہ پر پناہ دی جو اونچی اور چشموں والی تھی۔ اس آیت میں ربوہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپؑ کی والدہ مقدسہ کی اس قربانی کا ذکر ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں ان مقدسین نے کی۔ قرآن کریم میں تین مقدسین کا اس رنگ میں ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی۔ اس حال میں کہ ان کی مقدس والدہ بھی ان کی قربانی میں شریک تھیں۔

۱۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور آپؑ کی والدہ مقدسہ
۲۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور آپ کی والدہ مقدسہ
۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپؑ کی والدہ مقدسہ

بالکل اسی طرح قیامِ ربوہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس حالت میں ایک عظیم قربانی کی جب کہ آپ کی والدہ مقدسہ بھی اس قربانی میں شریک تھیں۔ پس ان واقعات کے لحاظ سے بھی حضور نے ان تین واقعات کو چار کر دیا جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے تھے۔

پس تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کو یہ بھی ایک بہت بڑی اہمیت حاصل ہے کہ دونوں نہایت مبارک تحریکیں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے دونوں اہم مراکز میں جاری ہوئیں۔ تحریکِ جدید قادیان سے اور وقفِ جدید ربوہ سے۔

نوٹ:۔ ان تحریکات کے الفاظ و معانی میں بھی ایک معجزانہ ربط و تعلق اور ایک معنی خیز اور پرحکمت توازن قائم ہے۔ دونوں تحریکات کے الفاظ میں لفظ "جدید" قدرِ مشترک ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ دونوں تحریکیں تجدید و احیاءِ اسلام کے لئے قائم کی گئی ہیں اور ان تحریکات کا باہمی ایک مضبوط تعلق ہے کہ کسی ایک کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور "تحریک" کے معنے ہیں کسی کو حرکت دینا۔ چنانچہ تحریکِ جدید حرکت کرتے ہوئے اندرونِ ملک سے اُٹھ کر زمین کے کناروں تک پہنچ گئی ہے۔ "وقف" کے ایک معنے چپ چاپ کھڑے ہونے کے ہیں۔ چنانچہ اس تحریک کے تحت اپنے ہی ملک میں اصلاح و تربیت کا کام ہو رہا ہے۔

پس یہ تحریکات وہ شجرۂ طیبہ ہے جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے کیونکہ سال بھر میں دو مرتبہ ان کے چندوں کے وعدے لئے جاتے ہیں۔

دسویں اہمیت

تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کو دسویں اہمیت یہ حاصل ہے کہ ان نہایت مبارک تحریکات کے منجانب اللہ ثابت کرنے کے لئے زمینی قبولیت کے علاوہ آسمان نے بھی ایک پُرجلال انداز اور ہر ملک و علاقہ میں گواہیاں دی ہیں۔ اور جس طرح ان مقدس تحریکات نے نئی زمین اور نیا آسمان کا منظر پیش کر دیا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ان تحریکات کے مقدس بانی جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ

"وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا"

جونہی سریرِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں بارش کی طرح زمین پر برسنے لگیں۔ جو "زور آور حملوں" سے تعلق رکھتی تھیں۔

بلاشبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس قسم کی بعض پیشگوئیاں حضور کے حینِ حیات یا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں بھی بیرونی ممالک میں پوری ہوئیں لیکن میرا استدلال اس بنا پر ہے کہ اول تو اس زمانہ میں پوری ہونے والی پیشگوئیوں میں وہ تسلسل اور عالمگیر تسلسل نہیں پایا جاتا جو عالمگیر تسلسل خلافتِ ثانیہ کے عہد میں پوری ہونے والی پیشگوئیوں میں موجود ہے۔ دوم نہ ہی وہ بہتات و کثرت اس زمانہ میں پوری ہونے والی ایسی پیشگوئیوں میں ہم دیکھتے ہیں جو بہتات و کثرت عہدِ خلافتِ ثانیہ میں پوری ہونے والی ایسی پیشگوئیوں میں ہم مشاہدہ کر رہے ہیں جو بیرونی ممالک اور زور آور حملوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہی فرق ہمیں عہدِ خلافتِ ثانیہ میں قائم ہونے والے بیرونی ممالک میں مشنوں اور مساجد وغیرہ اور آپ سے قبل قائم ہونے والے بیرونی مشنوں کے متعلق دکھائی دیتا ہے۔ پس

دلائل کثرت حکم الکل

جو چیز کثرت سے ہو اس پر کل کا اطلاق ہوتا ہے

جنگِ عظیم

۱۹۱۴ء میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود سریرِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور اسی سال جنگِ عظیم شروع ہو گئی جس نے

زمین کے کناروں تک کے مختلف ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور جنگِ عظیم وہ جنگ ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت وضاحت کے ساتھ پیشگوئی کر رکھی تھیں مضمون کے اس حصہ کو بالاجمال ہی بیان کر سکوں گا۔ مفصل احمدیہ لٹریچر میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں

اس جنگ کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں زلزلۃ الساعۃ کے الفاظ میں دی گئی تھی اور زلزلہ کا لفظ عموماً ہر آفت پر بولا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم میں یہ لفظ جنگ احزاب کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا (احزاب)

زلزلۃ الساعۃ والے الہام کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام یہ بھی ہے کہ

اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا
كَانُوْا خَاطِئِيْنَ

یعنی فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے اس الہام میں فرعون کے لفظ میں جرمن قیصر کی طرف اشارہ ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا قائم مقام بتاتا تھا جس طرح فرعون بھی اپنی نسبت کہتا تھا کہ "انا ربکم الاعلیٰ" اور اس کا وزیر جس کا ہامان کے لفظ میں اشارہ کیا گیا ہے شاہِ آسٹریا تھا جو اپنی حیثیت کوئی نہیں رکھتا تھا بلکہ جرمن وار لارڈ کے حکم اور اشارے پر چلتا تھا۔ اور جنود سے مراد ان کی خطاکار فوجیں تھیں جن کو آخر شکست ہوئی۔ ان الہامات میں ایک یہ الہام بھی موجود ہے کہ

اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً

یعنی میں اچانک اپنی فوجوں کے ساتھ آؤں گا۔ یہ الہام متعدد مرتبہ حضور پر نازل بھی ہوا اور چھپا بھی ہوا۔ اس الہام کا اس جنگ سے یہ تعلق ہے کہ یہ جنگ غیر متوقع طور پر اچانک شروع ہو گئی اور اس کی بنا شہزادہ ہنگری اور اس کی بیگم کا قتل ہونا تھا۔

اسی مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک دوسرا الہام بھی ہے کہ

کَفَفْتُ عَنْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ

یعنی میں نے بنی اسرائیل کو بچا لیا

چنانچہ اس جنگ کے دوران اور اسی جنگ کے نتیجہ میں مسٹر بلفور نے اس بات کا اعلان کیا کہ یہودی جو بے وطن پھر رہے ہیں ان کا قومی گھر یعنی فلسطین ان کو دے دیا جائے گا چنانچہ اس وعدہ کے مطابق فلسطین ترکی حکومت سے علیحدہ کر لیا گیا۔ اور یہود کا قومی گھر قرار دے دیا گیا۔ اور آج اسرائیل کے نام سے ان کی حکومت وہاں قائم ہو چکی ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے کہ آخری زمانہ میں یہود کو جمع کر کے پھر لایا جائیگا۔

حضرت مسیح موعود کے الہامات میں جنگِ عظیم کی ایک علامت یہ بھی بتائی گئی تھی کہ

"کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"

یعنی کثرت سے جہاز ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر پھریں گے اور بحری جنگ کا موقعہ تلاش کریں گے۔ چنانچہ جس قدر جہاز اس جنگ میں استعمال ہوئے اور جس قدر سمندروں کا پیرا اس جنگ میں دیا گیا اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں جنگِ عظیم کی ایک یہ علامت بھی بتائی گئی تھی کہ:-

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

چنانچہ اس کے مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۱۷ء کی صبح سے شام تک دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اختیار رکھنے والا بادشاہ جو اپنے آپ کو "زار" کہتا تھا۔ یعنی کسی کی حکومت نہ ماننے والا اور سب پر حکومت رکھنے والا۔ وہ حکومت سے بے دخل ہو کر رعایا کے ماتحت ہو گیا۔ اور ۱۶ جولائی ۱۹۱۸ء کو مع کل خاندان عبرتناک اذیتیں اٹھاتے ہوئے نہایت بے دردی سے قتل کیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی بات پوری ہوئی کہ

"زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں جنگِ عظیم کے متعلق اور بھی متعدد علامات بتائی گئی ہیں۔ سر دست انہی علامات پر اکتفا کرتا ہوں۔

جنگِ عظیم نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یورپ تو خود اس جنگ کا مرکز ہی تھا ایشیا بھی اس میں ملوث ہوا چین میں جنگ ہوئی ایران میں انگریزی فوجوں کی ترکوں سے جنگ ہوئی عراق، شام، فلسطین، سائبیریا میں جنگ ہوئی افریقہ میں بھی چاروں کونوں پر جنگ ہوئی۔ مغربی ساحل پر نہر سویز اور مصر کی سرحد پر طرابلس میں جنگ ہوئی۔ آسٹریلیا کے علاقے پر جرمن جہاز نے حملہ کیا۔ نیو گنی۔ کینیڈا، ریاست ہائے متحدہ جنگ میں شریک ہوئے۔ غرض دنیا کا کوئی علاقہ اور کونہ نہیں جو جنگ کے اثر سے محفوظ رہا ہو اور زمین کے کونے کونے میں وہ تباہی اور بربادی ہوئی کہ اس سے قبل اس کی نظیر نہیں ملتی۔

جنگِ عظیم کے وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا زور آور حملوں کی صورت میں زمین کے کناروں تک پورا ہونا اس بات کا آسمانی اعلان تھا کہ زمین کے کناروں تک شہرت پانے والا موعود بھی ظاہر ہو چکا ہے۔ اور جس نذیر کو دنیا نے قبول نہیں کیا اس کی سچائی زور آور حملوں سے ظاہر ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

جنگِ عظیم کے علاوہ بھی بعض پیشگوئیاں جو زور آور حملوں اور بیرونی ممالک سے تعلق رکھتی تھیں بعہدِ خلافت ثانیہ پوری ہوئیں مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام [illegible]

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

یہ الہام ملک افغانستان کے صدر [illegible] میں [illegible] طور پر پورا ہوا جب کہ [illegible] ۱۹۳۳ء میں [illegible] سے اچانک مارے گئے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی تھی کہ:-

"ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت"

یہ پیشگوئی اگرچہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی کوریا کی سرزمین میں نہایت وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی۔ جبکہ جاپان مشرقی طاقت قرار پائی اور کوریا کی نازک حالت ہو گئی۔ اور پھر دوبارہ ابھی چند سال ہوتے ہیں خلافت ثانیہ کے عہد میں بھی پوری ہوئی جب کہ چین مشرقی طاقت قرار پایا اور کوریا کی نازک حالت ہو گئی

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام تھا کہ

تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد

یہ پیشگوئی ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد میں پوری ہوئی لیکن چند سال ہوئے یہ پیشگوئی دوبارہ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے عہدِ خلافت میں پوری ہوئی جب کہ خانہ جنگی کی وجہ سے ایران کے شاہی محلات میں تزلزل واقع ہو گیا۔

دوسری جنگِ عظیم

دوسری جنگِ عظیم کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت کے ساتھ پیشگوئیاں بیان فرمائی تھیں۔ مضمون کی وضاحت کی غرض سے ایک حصہ درج ذیل ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ خدا کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا ....." (حقیقۃ الوحی ص ۲۵۷)

یہ پیشگوئی جس ترتیب سے کی گئی تھی اسی ترتیب سے جنگِ عالمگیر کی صورت میں زمین کے کناروں تک پوری ہوئی۔ حضرت اقدس نے جنگ عالمگیر سے تحریکِ جدید کا گہرا تعلق بتایا ہے [illegible] ۱۹۴۱ء [illegible] تحریک جدید کا ابتدائی دس [illegible] دور مکمل ہوا اور دفتر دوم بھی قائم ہو گیا۔ اور تحریک جدید اپنے قدموں پر مضبوطی سے قائم ہو گئی اور اس نے بیرونی مشنوں کا کام سنبھال لیا۔ اسی سال جنگِ عالمگیر بھی ختم ہو گئی اور پھر ۱۹۴۷ء میں پیشگوئی کے مطابق ہمارے ملک کی نوبت بھی آ گئی۔ تاکہ "وقفِ جدید" کے لئے میدان تیار ہو جو کہ اندرونِ ملک کی اصلاح و تربیت سے تعلق رکھنے والی تحریک ہے پس بیک وقت اس پیشگوئی کا تعلق تحریک جدید سے بھی ہے اور وقفِ جدید سے بھی۔

پیشگوئی کی وضاحت

سب سے پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ "اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔" چنانچہ اس جنگ کا آغاز یورپ سے ہوا۔ جبکہ جرمن اور روس نے پولینڈ کو فتح کر کے اسے بانٹ لیا۔ اور دوسری طرف ہٹلر نے اور کچھ مسولینی نے بھی پورے یورپ کو جنگ کی بھٹی میں جھونک دیا۔ ہٹلر یورپ کو روندتا ہوا اور بلجیم وغیرہ فتح کرتا ہوا فرانس پر ٹوٹ پڑا۔ اور بالآخر روس سے ٹکرایا۔ اور اس کے بھی چھکے چھڑا دئے۔ پھر بتایا گیا تھا کہ "اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں" چنانچہ ایشیا میں جاپان نے یورش کر کے کلکتہ تک بمباری کی۔

اس کے بعد بتایا گیا تھا کہ "اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا" جزائر کے رہنے والے جاپانی اپنے بادشاہ کو بھی خدا مانتے تھے چنانچہ جب ہیروشیما پر ایٹم بم گرا تو کوئی مصنوعی خدا ان کی مدد نہ کر سکا۔ مسولینی اور ہٹلر بھی تباہ ہوئے جاپان بھی شکست کھا گیا۔ شہر مسمار ہو گئے آبادیاں ویران ہو گئیں اور دنیا نے اللہ تعالیٰ کا پر ہیبت چہرہ دیکھا۔ اور ۱۹۴۵ء میں جنگ ختم ہو گئی۔

جنگِ عالمگیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی زمین کے کناروں تک اس جنگ کا اثر پڑا۔ اور یہ جنگ بھی زمین کے کناروں تک شہرت پانے والے پسرِ موعود کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے حضرت اقدس نے جنگِ عالمگیر کا تحریکِ جدید سے گہرا تعلق بتایا ہے۔ چنانچہ حضور انور ایک گفتگو کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

"آخر سلسلۂ کلام جنگ کی طرف پھرا اس وقت ایک صاحب نے سوال کیا کہ جنگ کا خاتمہ کب ہوگا میں نے ان کو بتایا ...... مجھے یقین ہے کہ میں نے جو تحریکِ جدید جاری کی ہے اس کا جنگ کے ساتھ تعلق ہے۔ اس کا دس سالہ تسلسل ہندوستان کے لحاظ سے اپریل ۱۹۴۵ء میں ختم ہوتا ہے اور بیرونی ممالک کے لحاظ سے جون ۱۹۴۵ء میں۔ کیونکہ چندہ کے وعدوں کی میعاد ہندوستان کے لئے بنگال وغیرہ کو ملا کر اپریل کا آخر ہوتی ہے۔ بیرونی ممالک کیلئے جون کے آخر تک میعاد ہے

(باقی صفحہ ۱۱ پر مسلسل)

اللہ تعالیٰ کی جو قدرتیں ظاہر ہو رہی ہیں ان کے لحاظ سے مجھے یقین ہے کہ تحریکِ جدید کے ساتھ جنگ کا گہرا تعلق ہے۔ اور دیر سے میں اس کو محسوس کر رہا ہوں۔ اس بنا پر مجھے یقین ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ اس دور کے خاتمہ کے ساتھ اپریل یا جون تک ہو جائے گا۔" (المبشرات صفحہ ۲۶۳)

حضرت اقدس نے اپنی خلافت کے پہلے سال ۱۲ر اپریل ۱۹۱۴ء کو ہی ایک رؤیا کے مطابق "انجمن ترقی اسلام" کی بنیاد رکھی تھی یہی وہ بابرکت انجمن تھی جس نے ایک عرصہ تک تبلیغِ اسلام کی ذمہ داری نہایت خوش اسلوبی سے سنبھالے رکھی۔ یہاں تک کہ پہلے صدر انجمن احمدیہ اور پھر ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید نے بین الاقوامی سطح پر تبلیغِ اسلام کا یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۱۵۶)

بہرحال جنگِ عالمگیر بھی ۱۹۴۵ء میں ختم ہوئی اور تحریکِ جدید جس کا اس جنگ سے گہرا تعلق تھا نے بھی اسی سال تبلیغِ اسلام کا کام بین الاقوامی سطح پر اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور دفتر دوم کا بھی آغاز ہو گیا۔

اس کے بعد "وقفِ جدید" کیلئے میدان تیار کرنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ زیرِ تشریح پیشگوئی میں جنگِ عالمگیر کی علامات بتانے کے بعد اس پیشگوئی کا رُخ ہمارے اپنے ملک کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ پیشگوئی اس امر کی نشاندہی کرے کہ تحریکِ جدید جس کا زمین کے کناروں سے گہرا تعلق ہے نے پوری مستعدی کے ساتھ اپنا کام شروع کر دیا ہے اور اس کے بعد "وقفِ جدید" کے عنوانات قائم ہو رہے ہیں جس کا اندرونِ ملک کی اصلاح و تربیت سے گہرا تعلق ہے۔ فرمایا :-

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔"

۱۹۴۵ء میں جنگ ختم ہو گئی تو ۱۹۴۶ء میں ہمارے ملک کی نوبت بھی آگئی۔ ہمارے ملک میں جگہ بہ جگہ خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں اور انسانی جاموں میں ملبوس درندوں نے درندگی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ الامان والحفیظ۔ تاریخ ان خونیں واقعات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ ایک طرف فرقہ وارانہ فسادات کے عفریت نے منہ کھول رکھا تھا اور دوسری طرف بے نظیر سیلابوں نے نوح کے زمانہ کی یاد تازہ کر دی۔ اور بڑے بڑے لیڈروں اور اخبارات نے کھلے بندوں اس کا اعتراف کیا ہے کہ واقعی نوح کا زمانہ ہماری آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔ پس ایسے ہی پُر مصائب دور میں وقفِ جدید عالمِ وجود میں آئی۔

لہٰذا تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کو یہ ایک خاص اہمیت حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں جو زمین کے کناروں تک تعلق رکھتی تھیں۔ ایک پُر عظمت اور پُر حکمت انداز میں عہدِ خلافتِ ثانیہ میں پوری ہو گئیں اور غور کرنے والوں کے لئے اس میں بڑے بڑے نشانات ہیں۔

پس یہ پیشگوئیاں ایک آسمانی بگل تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بجایا گیا۔ اور اس کی آوازیں آسمان کی طرف بلند ہوئیں اور فضا میں پیوست ہو گئیں اور جونہی زمین کے کناروں تک شہرت پانے والا موعود سریرِ خلافت پر متمکن ہوا بگل کی وہ پُر سکون آوازیں متمثل ہو کر زمین کے کناروں تک برسنے لگیں۔

پس ہم نے تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے آئینہ میں زمین کے کناروں تک خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھے ہیں۔ امریکہ کے مرغزاروں اور افریقہ کے صحراؤں میں نشانات دیکھے روس اور چین میں خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھے۔ جاپان اور ایران میں نشانات دیکھے۔ اور دنیا کے کونے کونے میں نشانات دیکھے اور اتنے دیکھے کہ گویا خدا خود آسمان سے اتر آیا پس نہایت ہی مبارک ہے یہ زمانہ جو ہم نے پایا ہے اور نہایت مبارک ہیں وہ ہستیاں جو ان مبارک تحریکات کے لئے قلبی لگاؤ کے ساتھ مالی اور جانی قربانیاں پیش کر رہی ہیں اور نہایت قابلِ تحسین و صد رشک و صد آفرین ہیں وہ مجاہدین جو مقدمۃ الجیش کے طور پر اس عظیم جہاد کے میدان میں اترے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

❖ ❖ ❖ ❖

درویش فنڈ

"خدا تعالیٰ کے نزدیک اعمال وہی مقبول اور لائقِ ثواب ہیں جن پر دوام اختیار کیا جائے"

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

درویش فنڈ کے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے فرمایا کہ :-

"یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے احبابِ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو غیر معمولی حالات میں اعلائے کلمۃ اللہ اور احمدیت کے جھنڈے کو تھامے رکھنے کی توفیق دی اور اس وقت جبکہ ہندوستان کے اکثر مسلمان مایوسی اور احساسِ کمتری کا شکار ہو چکے ہیں۔ فدایانِ احمدیت کا یہ چھوٹا سا گروہ باوجود گوناگوں مشکلات کے اسلام و احمدیت کے نام کو بلند کرنے کے لئے استقلال اور عزم سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اور تکالیف و مصائب کی بادِ مخالف ان کے ارادوں اور امیدوں کو متزلزل نہیں کر سکتی۔

تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا جو عظیم الشان کام اس وقت ہندوستان اور بیرونی ممالک میں ہو رہا ہے وہ خلوصِ ایمان اور قربانی کے اس جذبہ کی وجہ سے ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے احبابِ جماعتِ احمدیہ میں پیدا ہوا اور جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اصول کو اپنانے کا ایک کرشمہ ہے۔

میں یہ مختصر نوٹ احبابِ جماعت کی خدمت میں اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اعمال وہی مقبول اور لائقِ ثواب ہیں جن پر دوام اختیار کیا جائے۔ اور اعمال کا اچھا یا برا ہونا ان کے انجام سے ظاہر ہے۔ بیشک احبابِ جماعت ایک لمبے عرصہ سے متواتر اور پیہم قربانیاں کر رہے ہیں لیکن مومن کا عہد و پیمان تو موت تک ہوتا ہے۔ اگر کچھ عرصہ کے بعد جذبۂ قربانی میں سستی یا کمزوری آجائے تو ڈر ہے کہ گذشتہ خدمات بھی ضائع نہ ہو جائیں۔ مجھے اس اطلاع سے تکلیف ہوئی ہے کہ بعض مخلصین جنہوں نے بڑی بشاشت اور اخلاص سے ابتداء میں درویش فنڈ میں حصہ لے کر مالی قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا تھا۔ اب اس اہم مد کی طرف بہت کم توجہ دے رہے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بے سرو سامان درویش مقدس مقامات کی خدمت و حفاظت اور سلسلہ کے کاموں سے پیچھے نہیں بلکہ باوجود عسرت و تنگی کے بدستور بشاشتِ قلب کے ساتھ خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی حالت فاقوں تک پہنچ چکی ہے لیکن وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ صبر سے برداشت کر رہے ہیں اور ساری جماعت کی نمائندگی مقدس مرکز میں کر رہے ہیں

پس میں احبابِ جماعت سے پُر زور التماس کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک یعنی درویش فنڈ میں بدستور حصہ لے کر اور مستقل طور پر اس مالی خدمت کو ادا کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث بنیں۔ نہیں معلوم اس خدمت کا موقعہ کب تک میسر آئے۔ مبارک ہیں وہ مخلصین جو خدائی وعدوں کے پورا ہونے سے پہلے خدمت و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اپنے مولا کو راضی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔"

اخبار بدر کا یہ پرچہ ملنے تک صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مالی سال کے ختم ہونے میں ۱½ ماہ کا قلیل عرصہ باقی رہ جائے گا۔ اس لئے جملہ مخلصین جماعت اور بالخصوص سیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ وہ اس نہایت اہم اور بابرکت تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے عملی توجہ دے کر ثواب حاصل کرنے والے بنیں۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کے ساتھ ہو۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دُعا

:- ۱- میری بچی رضوانہ اس سال میٹرک کا امتحان دے رہی ہے اس کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔ خاکسار اختر بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنگلور

۲- میری لڑکی امۃ المنعم اگلے ماہ H.S.C. کا فائنل امتحان دے رہی ہے اعلیٰ نمبروں میں کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے خاکسار نور الدین الہ دین ابراہیم سکندر آباد

۳- میرے بیٹے بشارت احمد نے مڈل کا امتحان دیا ہے اس کی کامیابی کے لئے۔ اور میں قرض کی زیادتی کی وجہ سے پریشان ہوں ان پریشانیوں کے ازالہ کے دعا فرمائی جائے۔ خدا داد مدرس ضلع ملتان

۴- میرا لڑکا جاوید انور لمبے عرصہ سے آنکھ کی بیماری میں مبتلا ہے اس کی کامل شفایابی کے لئے اور خاکسار کی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرمائی جائے خاکسار سید حمید الدین سیکرٹری تبلیغ جمشید پور

۵- میری دو لڑکیاں اس سال میٹرک کا امتحان دے رہی ہیں دونوں کی اعلیٰ کامیابی کیلئے دعا فرمائی جائے خاکسار میر احمد الدین احمدی یاڑی پورہ کشمیر

اضافۂ مال کا گُر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :-

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا"

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی ۸ر مارچ آج لوک سبھا میں وزیر دفاعی پیداوار شری اے ایم تھامس نے بتایا کہ ایم آئی جی لڑاکا ہوائی جہازوں کے حصوں کو جوڑنے کا کام اگلے سال شروع ہو جائے گا۔ اس کام کی تکمیل میں چار سال لگیں گے۔ آپ نے بتایا کہ روس نے بھارت کے ہوائی بیڑہ کے تین سکویڈرن کو ہوائی جہازوں سے لیس کرنے کا جو اعلان کیا ہے امید ہے کہ یہ ہوائی جہاز چالو مالی سال میں ل جائیں گے روس کے سابق وعدہ کے مطابق ایم آئی جی مارکہ ہوائی جہاز ہمیں مل چکے ہیں۔

نئی دہلی ۸ر مارچ ۔ ہوم منسٹر شری نندہ نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ مرکزی حکومت پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ سردار کیروں کے قتل کی تفتیش کا کام اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتی۔ کیونکہ امن و قانون کا شعبہ صوبائی حکومتوں کی تحویل میں ہے تاہم مرکزی حکومت پنجاب سرکار کی ہر مطلوبہ مدد کر رہی ہے۔

حیدرآباد ۸ر مارچ ۔ مرکزی وزیر فولاد شری سنجیوا ریڈی نے آج اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے یہ سنگین اعتراف کیا کہ آئندہ کانگریس کے لئے تمام صوبوں میں غالب اکثریت حاصل کرنا ممکن نہ ہوگا۔ اس لئے صوبوں میں کولیشن وزارتیں قائم کرنا ناگزیر ہے آپ نے کیرالہ میں بھی کولیشن وزارت بنانے کی حمایت کی۔

ٹریونڈرم ۸ر مارچ ۔ معلوم ہوا ہے کہ کیرالہ کے عام چناؤ میں سابق کانگریسی چیف منسٹر شری آر شنکر کو شکست دینے والے بائیں بازو کے کیمونسٹ لیڈر شری کے الور ادھن اسمبلی میں اپنی پارٹی کے لیڈر چنے جائیں گے۔ ان کے ممبروں کی کل تعداد ۴۰ ہے۔ کیمونسٹ حلقوں کا خیال ہے کہ ایسا ہونے سے گورنر کو ایسی اور دوسرے نظر بند کیمونسٹ ممبران اسمبلی کو رہا کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ کیمونسٹ پارٹی کے قریبی حلقوں کا خیال ہے کہ شری الور ادھن سنکت سوشلسٹ، مسلم لیگی اور آزاد امیدواروں کی مدد سے وزارت بنائیں گے

لنڈن ۸ر مارچ ۔ شاستری حکومت نے شیخ عبد اللہ کو غیر ممالک میں دورہ کا پاسپورٹ دینے کی جو غلطی کی تھی شیخ عبد اللہ اسے بھارت کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے پوری طرح استعمال کر رہے ہیں۔ شیخ عبد اللہ نے کل قاہرہ سے لنڈن پہنچنے پر ایک انٹرویو میں کہا کہ کشمیر کے لوگوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے حق خود اختیاری دینے کی ضرورت ہے۔ یہ حق دینے کا ایک طریقہ رائے شماری ہے۔ اگر رائے شماری ممکن نہ ہو تو کوئی دوسرا طریقہ استعمال ہونا چاہیئے۔ تاہم جو بھی حل تلاش کیا جائے وہ کشمیریوں بھارت اور پاکستان کے لئے قابل قبول ہونا چاہیئے

سرینگر ۸ر مارچ ۔ کل وادی کشمیر میں رائے شماری محاذ کے جو ۱۲۵ ورکر گرفتار کئے گئے تھے انہیں جموں لے جایا گیا ہے۔ سرکاری طور سے بتایا گیا ہے کہ گرفتاریوں کے بعد ریاست میں حالات معمول پر ہیں اور امنِ عامہ کو کوئی خطرہ نہیں ان ورکروں کو گرفتار کرنے کے لئے بارہ مولا۔ سرینگر اننت ناگ۔ سوپور اور کچھ دوسرے مقامات پر بیک وقت چھاپے مارے گئے۔

کوالالمپور ۸ر مارچ ۔ ملائیشیا کا ایک ساتھ بحری ڈیفنس وفد آسٹریلیا پہنچا ہوا ہے اس کا یہ مطلب لیا جا رہا ہے کہ اگر انڈونیشیا نے ملائیشیا پر کوئی حملہ کیا تو کامن ویلتھ کے ممالک اس کی مدد کریں گے۔

نئی دہلی ۸ر مارچ ۔ امریکی ماہرین کی ایک ٹیم نے کہا ہے کہ بھارت میں زرعی پیداوار ناکافی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دستیاب ذرائع سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے معاملہ میں فنی اہلیت کا فقدان ہے

تحریکِ جدید کی اہمیت

۱۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔
"میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا ہے کہ تحریکِ جدید کے متعلق جو امور میں نے بیان کئے ہیں وہ جماعت کے سامنے اس وقت تک کہ مشیتِ الٰہی ہمیں کامیاب کر دے ہر چھٹے ماہ دہرائے جانے چاہئیں۔"

۲۔ "ہر مہینہ میں ایک خطبہ جمعہ تمام احمدی جماعتوں میں میری جدید تحریک کے متعلق پڑھا جائے اور اس میں جماعت کو قربانیوں پر آمادہ کرتے ہوئے ان میں نیکی اور تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔"

۳۔ "جماعت کے عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا ہفتہ میں کسی اور موقعہ پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنایا کریں۔ بلکہ جماعتوں کا اصل کام یہی ہونا چاہیئے اور ہر جگہ کی جماعت کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ میرا خطبہ تفصیلاً یا خلاصۃً لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنا دیا کریں۔ جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ جماعت کی اصلاح کا کام کرتا ہے اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ دوسرے کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتا"

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

عید الاضحیٰ کے موقعہ پر قادیان میں قربانیاں

بعض احباب حصولِ ثواب و برکت کے لئے اپنی قربانیوں کے لئے قادیان میں رقوم بھجوا دیتے ہیں۔ اور یہاں ان کی طرف سے قربانیوں کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ اس سے قربانیاں کرنے والوں کو دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ یعنی قربانی کا ثواب اپنی جگہ پر ہوتا ہے۔ اور چونکہ قربانی کے گوشت سے قادیان کے درویش فائدہ اٹھاتے ہیں اس لئے ثواب بڑھ جاتا ہے

جو دوست اس طریق سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ فی جانور بجائے معمولی ۱۵/- روپیہ کے حساب سے اپنی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے پتہ پر ارسال فرما دیں۔

خاکسار عبد الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان

انتخابات عہدیداران کیلئے ضروری اعلان

جملہ جماعتہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قبل ازیں اخبار بدر میں آئندہ تین سالہ انتخاب کی فہرستیں **۲۰ر مارچ ۱۹۶۵ء** تک بھجوانے کے لئے اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن ابھی تک صرف چند جماعتوں کی طرف سے انتخاب کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔

لہٰذا بطور یاددہانی پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اپنے انتخابات میعاد مذکورہ کے اندر کروا کر نظارت ہٰذا میں بھجوا دیں۔ صدر صاحبان اور مبلغین و معلمین اپنے اپنے حلقہ میں انتخابات کی نگرانی فرما دیں تا کہ انتخابات جلد از جلد تکمیل پا کر دفتر ہٰذا میں پہنچ جائیں۔ انسپکٹران بیت المال بھی دورہ کرتے وقت اس بارہ میں خاص توجہ فرما دیں (۱) فہرستِ انتخاب پر ایسے دو احباب کی تصدیق بھی کروائی جائے جو اجلاس میں موجود ہوں۔ منتخب شدہ عہدہ دار کے دستخط نہیں ہونے چاہئیں۔ (۲) عہدیداران کے مکمل ایڈریس درج کئے جائیں **نوٹ**:۔ بڑی بڑی جماعتوں میں قاضی کا انتخاب بھی کیا جائے۔ جو عالم شخص ہو اور قضا کے معاملہ کی سمجھ رکھتا ہو۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

درخواست ہائے دعا:۔ ۱۔ میری بیٹی عائشہ صدیقہ اور میرا بھتیجا احسان اللہ بالترتیب دسویں اور نویں کا امتحان دے رہے ہیں دونوں کی اعلیٰ کامیابی کے لئے قارئین بدر سے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار عبد السلام ٹاک سرینگر

۲۔ خاکسار میسور اسٹیٹ میں ملازمت کی کوشش کر رہا ہے۔ احباب میری کامیابی کے لئے دعا فرما دیں۔ نیز خاکسار کی دینی و دنیوی بہتری کے لئے دعا فرمائی جائے۔

خاکسار قریشی محمد عبد الحفیظ اوورسیئر تیماپوری